حقیقتِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
تصنیف و تالیف
خادم سلطان الفقر
حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن
مدظلہ الاقدس

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حقیقتِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
تصنیفِ لطیف
خادم سلطان الفقر
حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس

نام کتاب	حقیقتِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تصنیفِ لطیف	خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس
ناشر	سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور
پرنٹر	آر۔ٹی پرنٹرز لاہور
بارِاوّل	دسمبر 2012ء
تعداد	1000
قیمت	250 روپے

ISBN: 978-969-9795-05-3

سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور

سلطان الفقر ہاؤس

4/A-ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ ڈاکخانہ منصورہ لاہور۔پوسٹل کوڈ 54790

Ph: 042-35436600, 0322-4722766

www.tehreek-dawat-e-faqr.com www.sultan-ul-faqr.com
www.sultanulfaqr@tehreekdawatefaqr.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ عاجز و آثم

بصد عجز و نیاز و بکمالِ محبت و عقیدت

کتاب حقیقتِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو

باعثِ تخلیقِ کائنات' رحمتہ العالمین'

محبوبِ ربّ العالمین' خاتم النبیّین' منبع جود و سخا

فخرِ موجودات' فقر کے مختارِ کُل اپنے آقا و مولیٰ

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کی بارگاہِ رحمت میں پیش کرتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ رحمت سے امیدِ کامل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس عاجز کی اس کاوش کو اپنی بارگاہِ عالیہ میں قبول اور منظور فرمائیں گے اور یہ کتاب اس غلام کے لیے وسیلہ شفاعت ہوگی۔

فہرس

باب اوّل

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لفظ میلاد ''ولادت'' سے ہے اور عید سے مراد خوشی ہے اور عید میلادِ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مراد حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی منانا ہے۔ کچھ لوگ اسے بدعت قرار دیتے ہیں اس بنا پر کہ یہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں نہیں منائی گئی۔ اس طرح بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں موجود نہیں تھیں بعد میں اجماع سے عمل میں آئیں لیکن ہم اس کتاب میں یہ ثابت کردیں گے کہ ولادتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی نہ صرف اللہ تعالیٰ نے منائی بلکہ دورِ نبوت' صحابہ کرامؓ، تابعین اور تبع تابعین کے دور میں بھی منائی گئی۔ پھر سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم اُس ذاتِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت پر عید کیوں نہ منائیں جن کی بدولت ہمیں دو عیدیں (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) اور راہِ ہدایت اور صراطِ مستقیم نصیب ہوئی۔

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ موجودہ دور میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجاز (مکہ مدینہ) اور تمام عرب میں نہیں منائی جاتی، ان کے علم کے لئے عرض ہے کہ اسلام چودہ سو سال قبل آیا تھا اور موجودہ دور جس کا تذکرہ یہ لوگ کرتے ہیں دوسری جنگِ عظیم کے بعد اور خلافتِ عثمانیہ کے زوال کے بعد 70 یا 80 سال قبل شروع ہوا۔ خلافتِ عثمانیہ تک نہ صرف مکہ اور مدینہ بلکہ سارے عالمِ اسلام میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑی عقیدت واحترام سے منائی جاتی رہی ہے۔ یہ کوئی خود ساختہ اور گھڑا

ہوا افسانہ نہیں ہے بلکہ حقائق کے ساتھ تاریخ کے صفحات پر موجود ہے۔ اس کتاب کا مقصد کسی کی دل آزاری نہیں بلکہ حق کو پیش کرنا ہے کیونکہ حدیثِ نبوی ﷺ ہے کہ: ''جو حق بات کہنے سے ڈراوہ گونگا شیطان ہے۔'' قرآن وحدیث' اکابرینِ حق کے اقوال سے اور تاریخی طور پر یہ ثابت ہے کہ خلافتِ عثمانیہ تک عالمِ عرب میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بڑی شان وشوکت سے منائی جاتی رہی ہے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آمد سے ہی دنیا کو دولتِ ایمان اور ہدایت ورحمت نصیب ہوئی دنیا وآخرت کی تمام نعمتیں ورحمتیں آپ ﷺ ہی کی وجہ سے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ گرامی کو تمام جہانوں کے لئے رحمت اور مومنین کے لئے انعام واحسان فرمایا ہے۔

عالمِ ارواح میں میلاد پاک

میلاد کا سب سے پہلا اجتماع عالمِ ارواح میں اللہ تعالیٰ نے خود منعقد فرمایا اس اجتماع میں حاضرین وسامعین تمام انبیاء علیہم السلام تھے۔ اس محفل کے انعقاد کا مقصد حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت' فضائل اور شمائل کا بیان تھا۔ اس محفل میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں عہد لیا گیا اور اس عہد پر انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ خود اللہ تعالیٰ کی ذات پاک بھی گواہ بنی۔ قرآن کریم میں نبی اکرم ﷺ کی شان اور عظمت کے بیان کے لیے منعقد کی گئی اس محفل کا بیان ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

۞ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ (آلِ عمران 81)

ترجمہ:۔ اور (اے محبوب ﷺ)! وہ وقت یاد کریں جب اللہ نے انبیاء سے پختہ عہد لیا کہ جب

میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کردوں پھر تمہارے پاس وہ (سب پر عظمت والا) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تشریف لائے جو ان کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہوں گی تو ضرور بالضرور اِن پر ایمان لاؤ گے اور ضرور بالضرور اِن کی مدد کرو گے۔ فرمایا! کیا تم نے اقرار کیا اور اس (شرط) پر میرا بھاری عہد مضبوطی سے تھام لیا؟ سب (انبیاء) نے عرض کیا ہم نے اقرار کر لیا۔ فرمایا کہ تم گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

گویا ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے محفل کا انعقاد سنتِ الٰہیہ ہے اور سب سے پہلی محفل خود اللہ پاک نے منعقد فرمائی۔

قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

❁ وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا ؕ (النحل۔18)

ترجمہ: اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکو گے۔

مگر کسی نعمت پر احسان نہیں جتلایا سوائے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مبارک ذات کی نعمت کے۔

❁ لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ (آلِ عمران۔164)

ترجمہ: بے شک اللہ پاک نے ان میں ہی سے اپنا رسول بھیج کر مومنین پر احسان کیا ہے۔

کیا اللہ تعالیٰ کے اس عظیم احسان کا شکر ہم مسلمانوں پر لازم نہیں ہے؟ یقیناً لازم ہے بلکہ اس عظیم نعمت کا ذکر و شکر، حکمِ باری تعالیٰ ہے:

❁ وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ (الضحیٰ۔11)

ترجمہ: اپنے ربّ کی دی ہوئی نعمت کا تذکرہ کرو۔

اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ مسلمان اجتماعی طور پر اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت پر اس کی حمد و ثناء کریں اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے درجات و کمالات سے آگاہ ہوں اور جیسے جیسے لوگ آپ کے درجات و کمالات سے آگاہ ہوں گے آپ ﷺ کے عشق کی آگ دل میں روشن

ہوگی۔

انبیاءِ کرام علیہم السلام کے میلاد پر اللہ تعالیٰ کا سلام

اللہ تعالیٰ نے خود انبیاء کرام علیہم السلام کے یومِ ولادت پر سلام بھیج کر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترغیب دی ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کے حوالے سے سورۃ مریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

✿ وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ (سورہ مریم۔15)

ترجمہ: (اللہ کی طرف سے) ان (حضرت یحییٰ علیہ السلام) پر سلام ہو اُن کے میلاد کے دن۔

یہی الفاظ اور سلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہیں۔

✿ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ (سورہ مریم۔33)

ترجمہ: مجھ پر سلام ہو میرے میلاد کے دن۔

ولادتِ مصطفیٰ ﷺ پر جشنِ میلاد

اللہ تعالیٰ نے خود ولادتِ مصطفیٰ ﷺ کے موقع پر بزمِ کائنات میں جشن کا سماں پیدا فرمایا تا کہ میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی خوشی اور جشن سنتِ الٰہیہ قرار پا جائے۔ مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔

1- ولادتِ مصطفیٰ ﷺ کے وقت ستاروں کو نیچے اتار کر دنیا میں چراغاں کیا گیا۔

2- مشرق و مغرب تک پوری زمین بقعۂ نور بنا دی گئی حتیٰ کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے شام کے محلات تک دیکھ لیئے۔

3- آسمان اور جنت کے سب دروازے کھول کر عالمِ بالا کو خوشبوؤں سے مہکا دیا گیا۔

4- مشرق و مغرب اور کعبہ کی چھت پر پرچم لہرا دیئے گئے۔

5- ستر ہزار حورانِ بہشت کو استقبال کے لئے فضا میں نیچے اتارا گیا اور ان میں سے کئی حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر مامور کی گئیں۔

6- ہزار ہا فرشتوں کو بھی استقبال پر مامور کر دیا گیا۔

7- جنتی پرندے بھی استقبال کیلئے نیچے اتار دیئے گئے۔

8- وقتِ ولادت حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو مبارکبادی کا جنتی مشروب پلایا گیا۔

9- شبِ ولادت قریشِ مکہ کے سب جانوروں کو بھی میلادِ مصطفی ﷺ کی خوشی کے اظہار کے لئے زبان دے دی گئی۔

10- شبِ ولادت تمام ملائکہ امرِ الٰہی سے نیچے اتر کر ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے۔

11- یوم میلاد سورج کو بھی غیر معمولی نور سے نوازا گیا۔

12- وقتِ ولادت پہاڑوں، دریاؤں اور سمندروں نے بھی اپنے اپنے حال میں خوشیاں منائیں، پہاڑوں کی چوٹیاں معمول سے زیادہ بلند ہوگئیں دریاؤں اور سمندروں کی سطح تموج کے ساتھ خاصی اونچی ہوگئی اور سمندری مخلوق نے بھی ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔

13- ولادتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خوشی میں باری تعالی نے سال بھر عرب کی عورتوں کو بیٹے عطا فرمائے تاکہ اس سال جاہلیتِ عرب کے ظالمانہ دستور کے مطابق کوئی بیٹی ناحق قتل نہ ہو۔

14- میلادِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خوشی میں عرب کے درخت پھلوں سے لاد دیئے گئے، سوکھے ہوئے کھیت ہرے بھرے ہوگئے اور قحط کو ہریالی وشادابی سے بدل دیا گیا۔

15- شبِ میلاد آسمانوں پر زبرجد اور یاقوت کے مینار بنا کر روشن کئے گئے جو شبِ معراج حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دکھائے گئے اور بتایا گیا کہ یہ آپ ﷺ کی ولادت کی رات سے روشن ہیں۔

16- شبِ میلاد جنت میں نہرِ کوثر کے کناروں پر ستر ہزار عطر بیز درخت اگائے گئے اور انہیں پھلوں سے لادا گیا۔

احادیثِ مبارکہ میں تذکرہ میلاد

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم بیٹھ کر مختلف انبیاء کرام علیہم السلام کے درجات و کمالات کا تذکرہ کر رہے تھے۔ ایک نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ تھے دوسرے نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کیا اور کہا وہ کلیم اللہ تھے تیسرے نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا کہ وہ روح اللہ تھے ایک نے حضرت آدم علیہ السلام کو صفی اللہ کہا۔ اتنے میں حضور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے اور فرمایا جو کچھ تم نے کہا میں نے سن لیا وہ سب درست ہے اور میرے بارے میں سن لو!

ترجمہ: میں اللہ کا حبیب ہوں اور اس پر فخر نہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

غور کیا آپ نے؟ یہ محفلِ میلاد نہیں تو اور کیا ہے اگر ایسی محافل جائز نہ ہوتیں تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منع فرما دیتے۔ محافلِ میلاد کی دوسری اصل، حدیثِ رسول میں موجود ہے آپ ﷺ کی آمد پر خوشی کا اظہار کرنا ایمان کی علامت ہے۔ جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو مرد اور عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے اور خدام راستوں پر پھیل گئے سب لوگ نعرے لگا رہے تھے یا محمد رسول اللہ، یا محمد رسول اللہ (مسلم 419/2) قبیلہ بنو نجار کی بچیاں دف بجا کر نعت پڑھ رہی تھیں (طلع البدرُ علینا) ہم پر چودھویں رات کا چاند طلوع ہوا ثنیات کی پہاڑیوں کی طرف سے۔ ہم پر اس نعمت کا شکر منانا واجب ہے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس پر خوشی کا اظہار فرمایا۔

ایک اور روایت صحیح بخاری شریف میں منقول ہے کہ ابولہب کی لونڈی ثوبیہ نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت کی خوشخبری ابولہب کو سنائی تو اس نے انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے لونڈی سے کہا "جاؤ آج سے تم آزاد ہو"۔ پھر جب وہ حالتِ کفر میں مر گیا تو ایک مرتبہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے خواب میں آیا اور کہنے لگا کہ تم سے جدا ہو کر میں سخت عذاب سے دوچار ہوں

بس سوموار کے دن اس انگلی سے سیراب کیا جاتا ہوں (جس کے اشارے سے ثوبیہ کو آزاد کیا تھا)۔ تمام شارحینِ حدیث کا اتفاق ہے کہ اگر ابولہب جیسا کافر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھتیجا سمجھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کی خوشی منائے، تو اسے بھی سیراب کیا جائے، تو اس اُمتی کی کیا شان ہوگی جو آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کا حبیب ﷺ سمجھ کر میلاد مناتا ہے۔

❁ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دن روزہ رکھا کرتے تھے استفسار پر فرمایا اس دن میں پیدا ہوا ہوں اور اس دن مجھ پر قرآن نازل ہوا ہے۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

معلوم ہوا میلادِ مصطفیٰ ﷺ اور نزولِ قرآن کی مسرت خود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے۔ پھر کتنی ہی محافل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں نعت خوانی ہوئی۔ حضرت حسان بن ثابت، حضرت کعب بن زہیر، حضرت عباس رضی اللہ عنہم نے آپ کے مناقب و فضائل آپ ﷺ کی صدارت میں بیان فرمائے۔ آپ ﷺ کے دشمنوں کی تردید کی اور آپ ﷺ نے ان تمام کو انعامات سے سرفراز فرمایا۔ کیا یہ محافلِ میلاد نہیں تھیں؟ اگر یہ محافلِ میلاد نہیں ہیں تو پھر اور کونسی محفلِ میلاد ہوتی ہے؟

❁ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں بے شک میرے پاس حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ اپنے میلاد کا ذکر کرتے رہے۔ (مجمع الزوائد۔ طبرانی، کبیر)

امام ہیثمی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے تعصب سے بالاتر ہو کر دیکھا جائے تو یہ روایت میلاد کی حقانیت پر کتنی صریح ہے۔

❁ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس وقت سے خاتم النبیین ہوں جب کہ آدم علیہ السلام ابھی مٹی اور پانی کے درمیان تھے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں، میں اپنی والدہ کا چشم دید واقعہ ہوں کہ دیگر انبیاء کی طرح میری والدہ نے میری ولادت پر ایک نور دیکھا جس کی روشنی سے ملک شام کے محلات

دکھائی دیئے۔ (مسند احمد، مستدرک، دلائل النبوۃ)

فرمایا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور اپنی والدہ کا چشم دید واقعہ ہوں جو انہیں میری پیدائش کے وقت دکھائی دیا ان کے جسمِ اطہر سے نور نکلا جس کی نورانیت سے بُصریٰ کے در و دیوار روشن ہو گئے۔ (المستدرک، سیرت ابن ہشام، طبقات ابن سعد)

ان دو احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی ولادتِ مبارکہ پر اللہ تعالیٰ نے نور سے سارے جہان کو روشن کر دیا اگر کوئی اُمتی میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے دن چراغاں کرتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی اس سنت پر عمل کرتا ہے۔

صحابہ کرامؓ کی محفلِ میلاد

طبرانی، کبیر اور مسند احمد میں حدیث موجود ہے کہ ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جمِ غفیر موجود تھا آپ ﷺ نے اپنے غلاموں کو اس طرح اکٹھے دیکھا تو فرمایا ما اجلسکم یہ جلسہ کس لئے ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا جلسنا نذکر اللّٰہ و نحمدہ علی ھذا نا لدینہ و من علینابک ''ہم اللہ تعالیٰ کے ذکر اور حمد کے لئے بیٹھے ہیں کیونکہ اس نے ہمیں اپنے دین کی ہدایت دی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے ہم پر احسان فرمایا'' آپ ﷺ نے فرمایا: ان اللّٰہ عزوجل یباھی بکم الملائکۃ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اس عمل پر ملائکہ میں خوشی کا اظہار فرما رہا ہے۔ (طبرانی، مسند احمد)

کیا یہ حدیث میلادِ مصطفیٰ ﷺ کا پروگرام مرتب کرنے کے لئے اصل نہیں کہ اس نے ہمیں اپنا محبوب عطا فرمایا۔

امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک محفلِ میلاد کی اصل احادیث میں آپ ﷺ کا یہ عمل ہے کہ مدینہ منورہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنی ولادت کی خوشی میں جانور ذبح کیے بعض لوگوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عمل کو

عقیقہ قرار دیا تھا لیکن امام موصوف اس کا رد کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ عقیقہ تو آپ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کر چکے تھے اور عقیقہ زندگی میں دوبارہ نہیں کیا جاتا آپ ﷺ کے اس عمل کو اس پر محمول کیا جائے گا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس بات پر اللہ تعالیٰ کے شکر کا اظہار کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا۔ یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی ولادت کی خوشی منائی۔

❁ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اطلاع ملی کہ کسی گستاخ نے آپ ﷺ کے نسب شریف میں طعن کیا ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا میں کون ہوں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا "آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں"۔ فرمایا! "میں عبدالمطلب کے بیٹے عبداللہ کا بیٹا ہوں، اللہ نے مخلوق پیدا کی ان میں سب سے بہتر مجھے بنایا پھر مخلوق کے دو گروہ کیے ان میں مجھے بہتر بنایا پھر ان کے گھرانے بنائے اور مجھے ان میں بہتر بنایا تو میں ان سب میں اپنی ذات کے اعتبار اور گھرانے کے اعتبار سے بہتر ہوں"۔ (مشکوۃ شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود محفلِ میلاد منعقد فرمائی جس میں اپنا حسب ونسب بیان فرمایا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ محفلِ میلاد کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اس محفل میں ان لوگوں کا رد کیا جائے جو آپ کی بدگوئی کریں اور آپ ﷺ سے باطنی اور ظاہری بغض رکھتے ہوں۔

عید میلاد النبی ﷺ کا اصل طریق

عید میلاد النبی کے مسئلہ پر دو گروہ بن چکے ہیں۔ پہلا گروہ تو وہ ہے جو عید میلاد النبی کا سرے سے ہی منکر ہے اور اسے شرک اور بدعت قرار دیتا ہے اور دوسرا گروہ عید میلاد النبی مناتے ہوئے شریعت کی حد پھلانگ جاتا ہے اور بہت سی غیر شرعی حرکات کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ ہمارے خیال میں ان دونوں گروہوں کا رویہ درست نہیں ہے اور ایک دوسرے کی ضد اور تعصب پر مبنی

ہے۔

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یا جشنِ عید میلاد سے مراد فقط یہ ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذکرِ پاک کے لئے شریعتِ مطہرہ کے اندر رہتے ہوئے اجتماع منعقد کرنا، اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرتِ مطہرہ کے روشن پہلوؤں کا ذکر کرنا' آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کمالات اور درجات کا بیان' حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بیان، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت کا تذکرہ' خوشی میں جلوس نکالنا' لوگوں کو شریعتِ مطہرہ سے آگاہ کرنا' اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں نعت خوانی کرنا اور لوگوں کو حسبِ استطاعت کھانا کھلانا۔

باب دوم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے ایک ہزار سال قبل جشنِ عید میلاد النبی؟

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہٗ کے گھر کے سامنے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اونٹنی کیوں رکی؟ آیئے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہٗ کی اس فضیلت کی تاریخی حقیقت بیان کرتے ہیں۔

یہ یثرب کے کوچہ وبازار کا منظر ہے۔ عجیب دلکش سماں ہے ہزاروں افراد پر مشتمل ایک قافلۂ عاشقاں رواں دواں ہے۔ ہر شخص نہایت احترام اور عقیدت کے ساتھ سر جھکائے چل رہا ہے۔ لوگ یثرب کے درودیوار سے دیوانہ وار لپٹ رہے ہیں اور ان کے ساتھ لگتے ہی بے اختیار انہیں چومنے لگتے ہیں۔ کچھ افراد کی آنکھیں اشکبار ہیں اور بعض کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب رواں دواں ہے۔ ان سب کے آگے ایک شخص دیوانہ وار چل رہا ہے۔ وہ کبھی یثرب کی گلیوں اور کبھی مکانوں کی دیواروں کو بے اختیار چومنے لگ جاتا ہے اور کبھی انہیں حسرت سے تکنے لگتا ہے۔ یہ شخص کوئی معمولی آدمی نہیں، شاہانہ لباس میں ملبوس ہے اور اپنے طور واطوار سے اس قافلۂ عشاق کا قائد نظر آتا ہے لیکن آج وہ شاہانہ جاہ وجلال، طمطراق اور شان وشوکت کی بجائے عجز وانکساری کا پیکر اور والہانہ جذبات کا مظہر دکھائی دیتا ہے۔ وہ عجب وارفتگی اور شیفتگی کے عالم میں کچھ کہہ رہا ہے۔ اس کی آواز اور لہجے میں نہایت دردمندی اور سوز وگداز موجود ہے۔ وہ نہایت احترام اور بے پناہ عقیدت کے ساتھ گویا ہے۔ اس کے ہر لفظ سے دردوسوز اور آرزومندی کی بے

پایاں خوشبو آ رہی ہے، وہ کہہ رہا ہے۔

''یثرب کی گلیو! گواہ رہنا کہ تبع الحمیری تمہارے آقا کا سچا غلام ہے۔ یثرب کے بازارو اور اس کے مکانات کی پاکیزہ دیوارو! شاہد رہنا اور یاد رکھنا کہ میں تمہارے مولیٰ کا نہایت ادنیٰ عقیدت منداور نام لیوا ہوں۔ اے مقدس اور محترم دروازو! محتشم اور مکرم دیوارو! میں تمہیں بوسے دیتا ہوں۔ تمہاری گلیوں کی خاک کو چوم رہا ہوں بلکہ اس خاکِ پا کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنانے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔''

''اے ارضِ یثرب! یہ آسمان صرف اس لیے سربلند وسرفراز ہے کہ اس نے تیرے شہر کی چھت کو بوسہ دیا ہے۔ یہ خاک اس لیے ارجمند ہے کہ یہ میرے آقا ومولا کی ہجرت گاہ بننے والی ہے۔ ہاں یہ وہ مقام ہے جہاں آفتابِ سعادت طلوع ہونے والا ہے اور جس کی آمد سے دنیا بھر کی ظلمتیں چھٹ جائیں گی۔ ہر طرف نور ہی نور ہوگا اور ساری کائنات ارضی سعادتوں اور برکتوں سے معمور ہو جائے گی۔ اے ارضِ اقدس! یہاں بدرِ منیر طلوع ہوگا جس کی چاندنی سے ساری فضا پُرنُور ہو جائے گی اور دلوں کے اندھیرے کافور ہو جائیں گے۔''

یہ شخص اسی وارفتگی اور دل بستگی کے ساتھ یثرب کی تمام گلیوں اور بازاروں کا گشت کرتا ہے، اور تعظیم بجالاتا ہے۔ وہ یوں چل رہا ہے گویا کسی مقدس شے کا طواف کر رہا ہے۔ وہ عربی کے دل آویز اشعار پڑھتا جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے وہ کسی ان دیکھے اور نامعلوم محبوب کی شان میں رطب اللسان ہے وہ کہتا ہے:

شهدت علی احمد انه
رسول من الله باری النسم
فلو مد عمری الی عمره
وجاهدت بالسیف اعدا
و فرجت علی صدره کل غم

1. میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ اللہ کے رسولِ برحق ہیں۔
2. اگر میری عمر اُن تک پہنچی تو میں ضرور ان کا معین ومددگار رہوں گا۔
3. اور میں ان کے دشمنوں سے جہاد کروں گا اور ان کے دل سے ہر غم دور کر دوں گا۔

تاریخ کے اوراق کی ورق گردانی سے پتہ چلتا ہے کہ یثرب کے کوچہ وبازار میں وارفتگی کے عالم میں یہ شعر پڑھنے والا اور لباسِ شاہانہ میں ملبوس تبع الحمیری ہے جس کا اصل نام حمیر بن دروع ہے اور تاریخ میں وہ ملک تبع کے نام سے مشہور ہے۔ وہ یمن کا شہنشاہ ہے اور کئی بادشاہوں سے برتر وافضل ہے، چار دانگِ عالم میں اس کی دھاک بیٹھی ہوئی ہے، لیکن آج وہ یثرب کے کوچہ وبازار میں اپنے نادیدہ محبوب کی یاد میں دل فگار ہے۔ وہ پریشان حال پھر رہا ہے اور اس کی فوج کے تمام سپاہی، درباری، وزراء اور امراء بھی عجز وانکسار کی تصویر بنے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔

ایک ہزار سال بعد اسی شہر کا نام اب مدینہ ہے، پہلے اسے یثرب کہتے تھے۔ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ایک نورانی شخصیت ناقہ پر سوار داخل ہو رہی ہے۔ لوگ جوش وخروش سے اس پیکرِ نور اور دل آویز شخصیت کا استقبال کر رہے ہیں۔ ہر شخص آگے بڑھ کر ناقہ کی باگ پکڑنے کی سعادت حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور ہر فرد عالمِ وارفتگی میں ان کے آگے بچھا جاتا ہے۔ معصوم بچیاں خوش الحانی سے گا رہی ہیں کہ آج وداع کی گھاٹیوں سے چودہویں کا چاند طلوع ہوا ہے۔ شہر میں داخلے کے بعد ہر شخص کی خواہش اور کوشش ہے کہ یہ مہمانِ عزیز اسی کے گھر رونق افروز ہوں۔ درد کے مارے لوگوں کا عجیب حال ہے۔ شہر کا عجیب وغریب سماں ہے۔ پورا شہر بقعۂ نور بنا ہوا ہے۔ لوگوں نے بڑھ چڑھ کر یہ کوشش کی کہ اونٹنی کی مہار پکڑ لیں اور مہمانِ گرامی کو اپنے گھر لے جائیں مگر یہ برتر شخصیت، پیکرِ نور ونکہت، اچانک لب کشا ہوتی ہے۔ ''اس اونٹنی کو چھوڑ دو یہ اللہ کی جانب سے مامور ہے۔'' یہ لفظ سنتے ہی سارے لوگ، بے قرار اشخاص پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور اونٹنی چلتے چلتے ایک مقام پر آ کر خود ہی رک جاتی ہے اور بیٹھ جاتی ہے لیکن اس ناقہ کے عظیم سوار جب نیچے نہیں اترتے تو وہ پھر اٹھ کھڑی ہوتی ہے اور تھوڑی دور جا کر ایک دروازے کے سامنے بیٹھ جاتی

ہے لیکن شتر سوار پھر بھی نیچے نہیں اترتے تو ناقہ پھر کھڑی ہو جاتی ہے اور پھر پہلی ہی جگہ آ کر بیٹھ جاتی ہے۔اب کی بار وہ اپنی گردن زمین پر ڈال دیتی ہے۔ شہرِ مدینہ کے مہمانِ گرامی نیچے اتر آتے ہیں اور اپنا ساز وسامان اتارنے کا اشارہ کرتے ہیں۔ایک غریب ومفلس مگر دردمندی کی دولت سے مالا مال شخص سامان اتارنے لگتا ہے تو کچھ اور لوگ جرأت کر کے اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضور ﷺ! سامان یہیں رہنے دیں اور آپ ہمارے گھر تشریف لے چلیں۔مہمان ذی وقار فرماتے ہیں:۔

''مرد اپنے سامان کے ساتھ ہوتا ہے۔''

پھر یہ مہمانِ گرامی اسی گھر میں تشریف لے جاتے ہیں جہاں یہ اونٹنی بیٹھتی ہے۔یہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا گھر ہے۔مہمان ذی وقار نے اپنے چاہنے والوں میں سے کسی کا دل نہ توڑا اور اپنے رب کے حکم کا انتظار کیا حتی کہ اونٹنی خود بخود اپنی منزل پر جا کر بیٹھ گئی۔

ہر شخص حیران ہے کہ اونٹنی ایک غریب نجار کے گھر جا کر کیوں بیٹھی؟ اور مہمان ذی وقار یہیں کیوں اتر گئے؟ نہ صرف اس روز ہر شخص حیران تھا بلکہ پندرہ سو سال سے تاریخ کا ہر قاری ششدر رہے کہ آخر اس میں کیا مصلحت اور کیا حکمت تھی کہ اونٹنی بڑے بڑے امراء کے دروازوں پر نہیں بیٹھی، باگ پکڑنے والوں کے اشاروں پر نہیں رکی اور جب بیٹھی تو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دروازے کے سامنے۔

جسے چاہا اپنا بنا لیا' جسے چاہا در پہ بلا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے' یہ بڑے نصیب کی بات ہے

آیئے آج تاریخ کے اوراق کی ورق گردانی کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ مہمان ذی شان اس چار پاؤں کے جانور کو مامور من اللہ کیوں فرماتے ہیں اور یہ حیوان حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہی کے گھر کے سامنے کیوں رکتا ہے؟ وہ کون سا سربستہ راز ہے؟ جس کا انکشاف نہیں ہوتا اور وہ کون سی وجہ ہے جس کا اظہار نہیں کیا جاتا؟

تاریخ بتاتی ہے کہ سرورِ کائنات رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت سے ایک ہزار سال قبل کی بات ہے کہ یمن کا بادشاہ ملک تبع بڑے جلال و جبروت اور شان و شوکت کا حامل تھا جو اپنی عقل و ذہانت کی وجہ سے صدیوں ممتازِ جہاں رہا۔ محمد اسحٰق اپنی کتاب ''مغازی'' میں لکھتے ہیں کہ تبع ان پانچ بادشاہوں میں سے ایک تھا جنہوں نے کائناتِ ارضی پر قبضہ جما رکھا تھا۔ اس دور میں بھی اس کے پاس بہت بڑا لشکر تھا جس میں ایک لاکھ 33 ہزار سوار اور ایک لاکھ 13 ہزار پیدل سپاہی شامل تھے۔ اس کے دربار میں دانش مند وزراء اور ارکانِ سلطنت ہر وقت موجود رہتے جن کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی تھی۔ یہ شہنشاہ ایک بار اپنے لشکرِ قاہرہ کے ساتھ گرد و نواح کے علاقوں کو فتح کرنے کے لیے یمن سے نکلا اور فتوحات کے خیمے گاڑتا ہوا جب مکہ مکرمہ کے پاس پہنچا تو اہلِ مکہ نہ تو اس کے لشکر کی قوت سے مرعوب ہوئے اور نہ کسی فرد نے شان و شوکت سے اس کا استقبال کیا۔ اس صورت حال سے وہ بہت غضب ناک ہوا۔ وزراء میں سے کسی نے اسے بتایا:

''یہ اہلِ عرب اپنی عظمت پر نازاں ہیں اور چونکہ اس شہر میں کعبۃ اللہ ہے جسے بیت اللہ کہا گیا ہے اس لیے وہ اس کے پاسبان ہونے کے ناطے کسی کو خاطر میں نہیں لاتے۔''

بادشاہ نے غصے میں آ کر اس شہر کو تباہ و برباد کرنے اور اس کے باشندوں کے قتلِ عام کا حکم دے دیا لیکن اس حکم کے جاری ہوتے ہی اسے ایک پُراسرار بیماری نے آن گھیرا اور اس کے کان، ناک اور منہ سے خون بہنے لگا۔ وہ سر کے درد سے بے حال ہو گیا۔ کئی طبیبوں نے علاج کیا لیکن کوئی علاج بھی کارگر ثابت نہ ہوا۔ حتیٰ کہ اس عجیب و غریب بیماری کے باعث وہ موت کے منہ سے جا لگا۔ بادشاہ کی بے بسی اور بے چارگی دیکھ کر ایک صاحبِ بصیرت شخص سامنے آیا اور اس نے کہا:

''میں بادشاہ کا علاج کر سکتا ہوں بشرطیکہ میں جو بھی سوال کروں اس کا مجھے صحیح صحیح جواب دیا جائے۔''

بادشاہ نے اس مردِ دانا کی شرط مان لی اور الگ کمرے میں چلا گیا۔ یہ مردِ دانا بادشاہ سے

سوال کرتا رہا اور بادشاہ جواب دیتا رہا۔ جب بادشاہ نے کعبۃ اللہ کو مسمار کرنے اور اہلِ مکہ کا قتلِ عام کرنے کے ارادے کا ذکر کیا تو اس دانا نے کہا:

''بادشاہ سلامت! یہی تمہاری اصل بیماری ہے جس نے تمہیں کئی دنوں سے مبتلائے عذاب کر رکھا ہے۔ اس خیالِ خام کو دل سے نکال دو کیونکہ اس گھر کا مالک اللہ تعالیٰ ہے جس نے اس کی حفاظت کا ذمہ لے رکھا ہے۔''

بادشاہ نے دانائے راز کے کہنے پر اپنے مذموم ارادے کو ترک کیا اور سچے دل سے توبہ کی۔ کہتے ہیں کہ وہ مردِ حق پرست بادشاہ کے کمرے سے ابھی باہر نہ نکلا تھا کہ بادشاہ کی پراسرار بیماری جاتی رہی اور وہ مکمل طور پر صحت یاب ہو گیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور اہلِ مکہ کو بہت بڑی ضیافت دی جس میں سبھی چھوٹے بڑے اور ادنیٰ و اعلیٰ شریک ہوئے۔ ضیافت میں پینے کے پانی کی بجائے شہد پیش کیا گیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے نایاب قسم کے ریشم سے کعبۃ اللہ کا غلاف تیار کرایا مگر خواب میں اشارہ ہوا کہ یہ مناسب نہیں، پھر خوشبودار کپڑے کا غلاف بنوایا مگر خواب میں پھر وہی اشارہ ہوا۔ تیسرے روز بردِ یمانی اور حریر ملا کر سات پردوں والا غلاف تیار کرا دیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے کعبہ سے تمام بتوں کو نکلوا دیا اور اس کی خوب تزئین و آرائش کی۔ دروازہ مقفل کر کے چابی محافظ کے حوالے کر دی اور پھر اپنی مہم پر چل پڑا۔ کئی علاقے فتح کر کے یثرب آ پہنچا۔ اہلِ یثرب مقابلے کی تاب نہ لاتے ہوئے شہر کے دروازے مقفل کر کے قلعہ بند ہو گئے۔ کئی ماہ گزر گئے لیکن بادشاہ اپنے لشکرِ قاہرہ کے باوجود شہر کو فتح اور اہلِ یثرب کو مطیع نہ کر سکا۔ آخر کار اہلِ شہر کے حالات کی جستجو میں لگ گیا تاکہ کہیں کوئی کمزوری نظر آئے اور اس سے فائدہ اٹھا کر وہ شہر پر حملہ کر سکے۔ ہفتوں اور مہینوں گزرنے کے باوجود اسے کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ اسے شب خون مارنے کا بھی موقع نہ ملا۔ ایک روز علی الصبح اس نے اپنے لشکر کے خیموں کے باہر کھجوروں کی گٹھلیاں پڑی دیکھیں تو وہ بہت حیران ہوا کیونکہ اس کے اپنے زادِ راہ میں کھجوروں کا نام و نشان بھی موجود نہ تھا۔ اس نے اہلِ لشکر سے استفسار کیا تو سپاہیوں نے بتایا کہ رات کے

آخری حصے میں یثرب شہر کی فصیل کے اوپر سے کھجوروں سے بھری ہوئی بوریاں پھینک دی جاتی ہیں جنہیں ہم کھا لیتے ہیں۔ بادشاہ تبع الحمیری یہ سن کر حیران و پریشان رہ گیا اور کہنے لگا:

''ہم تو مہینوں سے اس شہر کا محاصرہ کیے ہوئے ہیں۔ باہر سے تمام رسد بند کر کے انہیں بھوکے مارنے کی کوشش میں ہیں اور اس کے مکینوں کو لوٹنا، قتل کرنا اور تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ عجیب لوگ ہیں جو حالتِ جنگ میں اپنے دشمنوں کے ساتھ دوستوں والا سلوک کر رہے ہیں۔''

بادشاہ گہری سوچ میں پڑ گیا۔ مسئلہ حل نہیں ہو رہا تھا۔ آخر اس نے وجہ دریافت کرنے کے لیے اپنی فوج کے اکابر کو یثرب کے اکابرین کے ساتھ رابطہ قائم کرنے کا حکم دیا۔ جب بات یثرب کے مستند علماء اور احبار تک پہنچی تو انہوں نے کہا:

''ہم دور دراز کے علاقوں سے آ کر یہاں آباد ہوئے ہیں۔ ہم میں سے کسی کا تعلق خیبر سے ہے اور کسی کا کسی دوسرے علاقے سے، کوئی شام سے آیا ہے اور کوئی مصر سے، لیکن ہم یہودی ہیں۔ ہم نے تورات اور زبور جیسی الہامی کتابوں میں پڑھا ہے کہ یہاں نبی آخر الزماں ﷺ آنے والے ہیں اور ہم یہاں رہ کر انہی کا انتظار کر رہے ہیں۔ ہماری کتب اور صحائفِ آسمانی کے مطابق پیغمبر آخر الزماں ﷺ حلیم و کریم اور شفیق و مہربان ہونے کے ساتھ ساتھ مہمان نواز بھی ہوں گے۔ اس لیے ہم بھی اپنے آپ کو ان جیسی صفاتِ کریمہ سے متصف کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔''

تبع الحمیری اہلِ یثرب کی ان باتوں اور حسنِ سلوک سے نہایت متاثر ہوا۔ اس کے سینے میں سوز و گداز سے معمور دل پگھل گیا اور وہ بے اختیار رونے لگا۔ وہ اس بات سے اثر پذیر ہوا کہ وہ پیغمبر ابھی مبعوث بھی نہیں ہوئے لیکن ان کے اوصافِ کریمہ پر لوگوں نے عمل شروع کر دیا ہے، وہ روتا جاتا تھا اور کہتا تھا کہ کاش وہ اس نبی کریم ﷺ کے دورِ مسعود میں ہوتا۔ ان پر ایمان لاتا اور سرخرو ہوتا اور جب وہ اپنی قوم کے مظالم سے تنگ آ کر یہاں تشریف لاتے تو ان کا خدمت

گزار ہوتا۔

نبی اکرم ﷺ کے بارے میں دل آویز باتیں سن کر اس کا شوقِ دیدار بڑھ گیا۔ اس نے اہلِ یثرب سے اجازت مانگی تاکہ وہ اس شہرِ محبوب کی گلیوں' بازاروں اور مکانوں کی زیارت کر سکے۔ اجازت ملنے پر وہ شہر میں داخل ہوا۔ پورا لشکر اس کے ساتھ تھا۔ آج وہ فاتح نہیں' مفتوح تھا' بادشاہ نہیں دلگیر تھا۔ وہ دل گرفتہ جلوس کے ساتھ یثرب کے بازاروں اور گلیوں میں گھومتا رہا۔ اس کے شوقِ فراواں اور ذوقِ بے پایاں کا یہ عالم تھا کہ درد سے لبریز اور سوز سے معمور اشعار پڑھنے لگا۔ حتیٰ کہ مؤرخین بتاتے ہیں کہ اس کے لشکریوں نے یا محمد (ﷺ) یا محمد (ﷺ) کے نعرے لگائے اور حضور پرنور کو یاد کر کے بے حد روئے اور آنسو بہائے۔

تاریخِ عالم میں عید میلاد النبی ﷺ کا پہلا جلوس

یوں معلوم ہوتا ہے کہ تاریخِ عالم میں عید میلاد النبی ﷺ کا یہ پہلا جلوس تھا جو سرورِ کائنات ﷺ کی ولادت باسعادت سے ایک ہزار برس قبل اسی شہر میں نکالا گیا جہاں آپ ﷺ تشریف لانے والے تھے اور وہ شہر دار الہجرت بننے والا تھا۔ آقائے نامدار کی ولادت یعنی آمد کی خوشی میں یہ ایسا عظیم الشان جلوس تھا جس کی قیادت اس وقت کا بہت بڑا حکمران کر رہا تھا اور اس کے اکابرینِ سلطنت' عمائدین اور لشکری عقیدت واحترام کے پھول نچھاور کرتے دست بستہ اور سر جھکائے اس کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ انسان اس واقعہ سے حیران وششدر رہ جاتا ہے۔ وہ کیسے مہمانِ محترم ہیں جن کا جلوس ان کی آمد سے ایک ہزار سال قبل نکالا جا رہا تھا جس میں شاہ وگدا' ادنیٰ واعلیٰ' امیر وغریب سبھی خلوصِ دل سے شریک تھے۔

تبع الحمیری نے اس کے بعد یثرب کے سارے شہر کو صاف کرایا۔ عالی شان اور خوبصورت عمارتیں تعمیر کرائیں۔ اس کی خواہش تھی کہ وہ یہیں کا ہو رہے اور یہودی علماء کے ساتھ وہ بھی نبی آخر الزّماں ﷺ کا انتظار کرے لیکن امورِ سلطنت نے یہ خواہش پوری نہ ہونے دی۔

بعض روایات کے مطابق وہ کافی مدت یہاں مقیم رہا لیکن اس کی عدم موجودگی میں یمن میں بغاوت ہوگئی تو اسے بادلِ نخواستہ واپس کوچ کرنا پڑا۔ اس نے اپنی خواہش کی تکمیل کے لیے چار سَو علماء کو خوبصورت مکانات بنوا کر دیئے اور انہیں گذر اوقات کے لیے باغات لگوا کر دیئے اس کے بعد اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا ایک خط بھی دیا جس پر اپنی مہر لگا کر بادشاہ نے اسے صندوقچے میں مقفل کر دیا۔ چابی اور خط وہاں بسائے جانے والے اپنی فوج کے ایک سردار ''شامول'' کے حوالے کر کے اسے سخت تاکید کی کہ اگر اسے نبی آخر الزّماں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا زمانہ اور دیدار پُرانوار نصیب ہو تو یہ خط بصد احترام انہیں پیش کر دینا اور اگر تمہیں یہ سعادت نصیب نہ ہو سکے تو اپنی اولاد کو تاکید کر دینا کہ وہ نسلاً بعد نسل وصیت کا سلسلہ جاری رکھے حتیٰ کہ وہ روزِ سعید آ جائے جب وہ پیغمبر و رہبرِ کامل دنیا و جہاں میں تشریف لے آئیں۔ شاہِ یمن تبع الحمیری نے اپنے خط میں لکھا:

''یہ خط حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جانب ہے جو حضرت عبداللہ کے بیٹے' خاتم النبیین اور رسولِ رب العالمین ہیں۔ تبع بن وردع کی طرف سے۔ امابعد اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! میں آپ پر اور آپ کی کتاب پر ایمان لایا جو اللہ نے آپ پر نازل کی۔ آپ کے دین پر اور آپ کی سنت پر بھی ایمان لایا، آپ کے رب پر ایمان لایا جو تمام جہانوں اور تمام چیزوں کا رب اور مالک ہے۔ میں ایمان لایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رب کی طرف سے ایمان اور اسلام کی جو فضیلتیں نازل ہوئیں میں نے انہیں قبول کیا۔ اگر میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو پایا تو میں نے نعمت حاصل کر لی اور اگر نہ پا سکا تو آپ میرے لیے قیامت کے دن شفاعت فرما دیجیے اس لیے کہ میں آپ کی اوّلین اُمت میں سے ہوں۔ لِلّٰہ اس دن مجھے فراموش نہ کیجیے گا۔ میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی اتباع' آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی تشریف آوری اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی بعثت سے پہلے کی ہے۔ میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی ملت اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر قائم ہوں۔''

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی سعادت

کتبِ سیر و تاریخ میں درج ہے کہ یہ خط نسلاً بعد نسل حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہٗ کے پاس پہنچا۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہٗ شامول کی اکیسویں پشت میں سے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ سرورِ کائنات ﷺ کی اونٹنی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہٗ کے گھر کے قریب بیٹھ گئی اور حضور پُرنور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہٗ کے گھر ٹھہرے۔ وہ انصار جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی حمایت و مدد کی، تبع کے آباد کردہ چار سو علماء و حکماء کی اولاد میں سے تھے۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ انصار کوئی معمولی لوگ نہ تھے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق حضور نبی اکرم ﷺ جب مدینہ تشریف لا رہے تھے تو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہٗ نے ایک معتبر شخص کے ذریعے وہ مکتوبِ گرامی حضور پرنور ﷺ کی خدمت میں روانہ کر دیا تاکہ وہ جلد از جلد آپ ﷺ تک پہنچ جائے اور وہ اس بارِ امانت سے سبکدوش ہو جائیں جو صدیوں سے ان کے خاندان میں چلا آ رہا تھا۔ ہجرت کے دوران نبی اکرم ﷺ ابھی قبیلہ بنی سلیم میں تھے کہ یہ قاصد پہنچ گیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس شخص کو دیکھتے ہی فرمایا:

"تو ابو یعلی ہے؟ اور کیا تبع کا خط تیرے ہی پاس ہے؟"

یہ الفاظ سن کر وہ شخص حیران و ششدر رہ گیا کیونکہ وہ حضور ﷺ کو پہچانتا بھی نہیں تھا اور نہ حضور ﷺ پہلے کبھی اس سے ملے تھے۔ اس نے حیران ہو کر دریافت کیا:

"آپ کون ہیں اور مجھے آپ کے چہرے سے جادو کے آثار بھی نظر نہیں آتے۔"

حضور ﷺ نے فرمایا:

"میں محمد بن عبداللہ ہوں اور صاحبِ کتاب ہوں۔ اللہ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے۔"

ابو یعلی نے خط جیب سے نکالا اور حضور ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں پیش کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ جب اس خط کے مضمون سے مطلع ہوئے تو آپ ﷺ نے زبان مبارک سے تین مرتبہ

فرمایا: مرحباً یا اخی الصالح یعنی اے صالح بھائی مرحبا۔

سب سے پہلا عاشقِ رسول ﷺ

اس واقعہ سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ نے یہ ارشاد کیوں فرمایا کہ یہ ناقہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مامور ہے اور یہ وہیں ٹھہرے گی جہاں اس کی منزل ہے۔ چنانچہ دنیا والوں نے دیکھا کہ آقائے نامدار کی اونٹنی وہاں پر ہی رکی جو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہٗ کا دروازہ تھا اور پھر یہیں مسجد نبوی بھی تعمیر ہوئی۔ اسی بناء پر شیخ زید الدین مراغی فرماتے ہیں کہ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ رسول اکرم ﷺ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہٗ کے مکان میں نہیں اترے، بلکہ اپنے ہی مکان میں اترے تھے تو بے جا نہ ہوگا کیونکہ یہ مکان ایک ہزار سال قبل آپ ﷺ کے لیے ہی تعمیر کرایا گیا تھا اور ایک سچے عاشقِ رسول کی یہ آرزو تھی کہ نبی آخر الزّماں ﷺ وہاں قیام فرمائیں اور اس طرح اس کا پیغامِ درد اُن تک پہنچ سکے۔ یہ ایک دردمند کی فریاد تھی جو مقبولِ بارگاہ ہو چکی تھی۔ زمان و مکان کے فاصلے مٹ چکے تھے اور نبی اکرم ﷺ کی ناقہ وہیں رکی جہاں ایک ہزار سال قبل رکنے کا اللہ نے تبع الحمیری کے ذریعے انتظام فرما دیا تھا۔ یہ مکان دراصل آپ ﷺ ہی کے لیے تعمیر کیا گیا تھا اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہٗ کا قیام محض آپ ﷺ کی تشریف آوری کے انتظار کے لیے تھا۔ پھر آنحضرت ﷺ کے یہ الفاظ مبارک پُر از معنی معلوم ہوتے ہیں کہ ''مرد اپنے سامان کے ساتھ ہوتا ہے۔'' چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے اسی مکان میں قیام فرمایا۔ کتنے محترم ہیں وہ لوگ جن کی آرزوئیں پایہ تکمیل تک پہنچ جاتی ہیں۔ کتنے سعادت مند ہیں وہ لوگ جن کی تمنائیں بر آتی ہیں اور برگ و بار لاتی ہیں اور کتنے عظیم ہیں وہ لوگ جن کی خواہشیں اور دعائیں مقبولِ بارگاہ ہو جاتی ہیں۔ تبع الحمیری اور اس کے چار سو ساتھی کتنے عظیم تھے اور کتنے سعادت مند تھے کہ ایک ہزار سال نبی آخر الزّماں ﷺ کے انتظار میں گزار دیئے۔ دس صدیوں پر محیط طویل فاصلے نہ ان کی آرزوؤں میں کمی کر سکے اور نہ ان کے

ارادوں کو متزلزل کر سکے۔ انتظار کے لمحات کتنے کٹھن ہوتے ہیں۔ یہ ان سے پوچھیے جو محبوب کے انتظار میں ہوتے ہیں۔ انتظار میں تو لمحات مہینے اور مہینے سال بن جاتے ہیں اور سال صدیاں لگتی ہیں لیکن ان لوگوں کی عظمت، ہمت اور جرأت پر سلام جنہوں نے انتظارِ محبوب میں صدیاں گزار دیں۔ آخرکار ان کی اولادِ سعید نے وہ مقامِ بلند حاصل کیا جس کے لیے دنیا ترستی ہے اور ابدالآباد تک ترستی اور تڑپتی رہے گی۔

مدینہ کی اس سرزمین پر دس صدیوں کے دوران کیا کیا واقعات بیت گئے، کیا کیا اور کیسے نشیب و فراز گزر گئے، کیسے کیسے قافلے اور کارواں آئے اور چلے گئے؟ کتنے ماہ و سال آئے لیکن اہلِ مدینہ کا انتظار ختم نہ ہوا۔ وہ انتظار کرتے رہے اور کرتے رہے، انتظار ہی ان کی معراج تھا اور انتظار ہی ان کا مقصود اور نصب العین تھا اور آخرکار وہ وقت آیا کہ وہ اپنی مراد پا گئے۔ دوسری طرف اہلِ مکہ کی نامرادی دیکھیے کہ ان کے گھر چاند نکلا لیکن اس کی روشنی دیکھ کر ان کی آنکھیں چندھیا گئیں اور ادھر یہ اہلِ انتظار تھے کہ سرفراز ہو گئے اور اپنے منتہائے مقصود کو پہنچ گئے۔ جہاں تک تبع الحمیری کا تعلق ہے وہ بھی سرفراز ہوا اور اپنی منزل مراد کو پہنچا اور صالح بھائی کا خطاب پایا۔ خط کے مندرجات سننے کے بعد اس کے بارے میں رسول ﷺ کا ارشاد تھا کہ مرحبا! صالح بھائی۔ یہ کوئی معمولی اعزاز نہ تھا اور جہاں تک شامول کا تعلق ہے اس کی نسل سے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو میزبانی کا شرف حاصل ہوا جو کسی اور کو بسیار کوشش اور خواہش کے باوجود نہ مل سکا۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

اس کے ساتھ ساتھ اہلِ مدینہ کو ''انصار'' کا لقب ملا۔ یعنی مدد کرنے والے۔ اگر تبع الحمیری کے اشعار کی جانب توجہ کی جائے تو اس نے ایک ہزار سال قبل کہا تھا:

''اگر میری عمر آپ ﷺ تک پہنچی تو میں ادنیٰ غلام کی طرح آپ ﷺ کی خدمت کروں گا اور آپ ﷺ کا معین و مددگار بنوں گا۔ آپ ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ جہاد کروں گا اور آپ ﷺ کے دل سے ہر غم کو دور کر دوں گا۔''

تبع الحمیری کی یہ دعا قبول و مسعود ٹھہری اور اس کے آباد کیے گئے چار سو علماء و حکماء کی اولاد آگے چل کر نبی امی ﷺ کی معین و مددگار بنی اور انہوں نے رسولِ اکرم ﷺ کے تمام دکھ درد دور کرنے میں اپنی تمام تر قوتیں اور توانائیاں صرف کر دیں، جان و مال سے دریغ نہ کیا اور امداد طلب کرنے کے وقت کہا:

''یارسول اللہ ﷺ! ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ ﷺ فرمائیں گے تو آگ میں بھی کود جائیں گے۔ آپ حکم دیں گے تو سمندر میں چھلانگیں لگا دیں گے۔ ہم موسیٰ علیہ السلام کی قوم نہیں جو یہ کہیں کہ جائیں آپ اور آپ کا خدا جنگ لڑیں اور ہم یہاں انتظار کرتے ہیں۔''

اس کے برعکس اہلِ مکہ نے آپ ﷺ کو اتنے دکھ دیئے، اتنے مصائب اور تکالیف سے دوچار کیا کہ آج ان کی معمولی یاد سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ انہوں نے آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا جینا دوبھر کر دیا، گھربار چھین لیا لیکن اہلِ مدینہ کو وہ مقام و مرتبہ عطا ہوا کہ جس پر تاریخ عالم رہتی دنیا تک فخر کرتی رہے گی۔

انصار کو یہ اعزاز اور مرتبہ حضور اکرم ﷺ کے پہلے عاشق تبع الحمیری کی بدولت حاصل ہوا جس نے جلوس کی صورت میں میلاد مصطفی ﷺ منانے کی اوّلین سعادت حاصل کی تھی۔

عرفِ عام میں قیام کے معنی کھڑے ہو کر آقا پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود و سلام بھیجنا ہے۔

بعض لوگ درود و سلام کھڑے ہو کر پڑھنے پر اعتراض کرتے ہیں تو اُن کی خدمت میں عرض ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر سن کر کھڑے ہونا تعظیم ہے جو بندۂ مومن کا شعار ہے۔

قیام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے ثابت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے ساتھ تشریف فرما ہوا کرتے۔ جب مجلس برخاست کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لے جاتے تھے اور جب تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ازواجِ مطہرات میں سے کسی کے حجرہ میں داخل نہ ہو جاتے ہم کھڑے رہتے۔

دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نعت خواں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں:

قیامی للعزیز علی فرض — و ترک الفرض انی یستقیم

عجبت لمن لہ عقل و لب — یری ھذا الجمال ولا یقوم

ترجمہ: دوست کی تعظیم میں کھڑے ہونا مجھ پر فرض ہے تعظیم کو چھوڑ دینا کیسے درست ہو سکتا ہے صاحبِ عقل و شعور کے لئے یہ امر تعجب انگیز ہے کہ وہ اس جمالِ جہان کو دیکھے مگر کھڑا نہ ہو۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار جو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں کہے گئے اور آپ ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا، ہمارے لئے کافی ہیں اور ہمیں کسی دوسرے فتوے کی ضرورت نہیں ہے اور پھر یہ ادب کا تقاضا ہے کہ کائنات کی سب سے اعلیٰ ہستی کا ذکر ہو اور سننے والا ادب سے کھڑا ہو جائے تو اسے ناجائز کیسے کہا جا سکتا ہے؟ ہمارے نزدیک تو ''ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں'' اور ''با ادب بانصیب بے ادب بے نصیب''۔

چند اکابرینِ حق کی رائے پیشِ خدمت کرتے ہیں:

سید احمد زینی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ مکہ مکرمہ کے مفتی بھی رہ چکے ہیں۔

❁ جرت العادة ان الناس اذا سمعوا ذکر و ضعه صلی الله علیه وسلم یقولون تعظیما له صلی الله علیه وسلم و هذا القیام مستحسن لما فیه من تعظیم النبی صلی الله علیه وسلم و قدفعل ذلك کثیر من علماء الامة الذین یقتدیٰ بهم۔ (سیرت نبوی ﷺ)

ترجمہ: لوگوں کی عادت جاری ہے کہ جب ولادت پاک کا ذکر سنتے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کیلئے قیام کرتے ہیں' یہ قیام مستحسن ہے کیونکہ اس میں نبی کریم ﷺ کی تعظیم ہے اور یہ قیام بہت سے علمائے اُمت نے کیا ہے جو مقتدا اور پیشوا مانے گئے ہیں۔

شیخ علی بن برہان الدین حلبی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

❁ قد و جد القیام عند ذکر اسمه صلی الله علیه وسلم من عالم الامة ومقتدی الائمة دینا و ورعا الامام تقی الدین السبکی و تابعه علی ذلك مشائخ الاسلام فی عصره۔ (سیرتِ حلبی)

ترجمہ: بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نامِ مبارک کے ذکر کے وقت ایسے عالم اُمت اور

پیشوائے آئمہ سے قیام ثابت ہے جو دین اور پرہیز گاری میں مشہور ہیں جن کا نام امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ ہے اس قیام میں بڑے بڑے مشائخ اسلام نے انکے زمانہ میں اتباع کی ہے۔

حضرت امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا قیام (م۔756ھ)

حکی بعضھم ان الامام السبکی اجتمع عندہ جمع کثیر من علماء عصرہ فانشد منشدا قول الصر صری فی ماحہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قلیل لمدح المصطفی الخط بالذھب علی ورق من خط احسن من کتب ان تنھض الاشراف عند سماعہ قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب فعند ذلك قام الامام السبکی رحمہ اللہ و جمیع من فی المجلس فحصل انس کبیر بذلك المجلس و یکفی مثل ذلك فی الاقتداء۔ (سیرت حلبی و سیرت نبوی)

ترجمہ: بعض حضرات نے بیان کیا کہ حضرت امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان کے زمانہ میں ایک بڑی جماعت علماء کی حاضر تھی کہ ایک نعت خواں نے ابوذکریا یحییٰ صرصری رحمۃ اللہ علیہ کے وہ اشعار جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح شریف میں تھے، پڑھے "مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح کیلئے اچھے کاتب کے خط سے سنہری خط چاندی پر لکھوایا جائے تو بھی کم ہے اگر شریف انسان ان کا ذکر سنتے ہی کھڑے ہو جائیں، حالتِ قیام میں صف بستہ یا گھٹنوں کے بل۔" یہ سنتے ہی امام سبکی رحمتہ اللہ علیہ کھڑے ہو گئے اور سب مجلس والوں نے بھی قیام کیا اور مجلس میں ایک وجد طاری ہو گیا' ایسے امام اور علماء کا قیام کرنا ہمارے لئے کافی ہے۔

حضرت شیخ عبدالرحمٰن صفوری شافعی رحمۃ اللہ علیہ

القیام عند ولدتہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لاانکار فیہ فانہ من البدع المستحسنۃ وقد افتی جماعتہ باستحبابہ عند ذکر ولادتہ و ذلك من الاکرام و التعظیم

له صلى الله عليه وسلم و اكرامه و تعظيمه واجب على كل مومن ولا شك ان القيام له عند الولادة من التعظيم والاكرام قال مؤلف رحمته اللعلمين لواستطعت القيام على راسى لفعلت ابتغى بذلك الزلفى عندالله عزوجل۔ (نزہتہ المجالس)

ترجمہ: سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذکرِ ولادت کے وقت قیام کرنے میں کوئی انکار نہیں کیونکہ یہ بدعت حسنہ سے ہے اور بے شک ایک جماعتِ علماء نے آپ ﷺ کی ولادتِ پاک کے ذکر کے وقت استحبابِ قیام کا فتویٰ دیا ہے کیونکہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اکرام و تعظیم ہے اور آپ کا اکرام اور تعظیم ہر مومن پر واجب ہے' اس میں کوئی شک نہیں کہ وقتِ ذکرِ ولادت، قیام میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم و اکرام ہے۔ خود مؤلف (عبدالرحمٰن صفوری رحمتہ اللہ علیہ) کہتے ہیں "قسم ہے اس ذات کی! جس نے اپنے حبیب ﷺ کو دونوں جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے اگر میں سر کے بل کھڑا ہو سکتا تو بھی قیام کرتا، محض بارگاہِ الٰہی میں قرب حاصل کرنے کیلئے۔

امام احمد رضا خاں بریلویؒ نے "اقامۃ القیامہ علی طاعن القیام النبی تہامہ" کے عنوان سے قیام کے مسئلہ پر رسالہ تحریر فرمایا ہے جس میں بہت سے آئمہ، محدثین اور مشائخ کی تحریروں سے درود و سلام میں قیام کو ثابت کیا ہے۔ اس میں سے انتخاب پیشِ خدمت ہے۔

1۔ مولانا سیّد جعفر برزنجی رحمتہ اللہ علیہ

عالم کامل عارف باللہ سیّد مولانا سیّد جعفر برزنجی قدس سرہٗ العزیز جن کا رسالہ عقد الجوهر فی مولد النبی الازهر ﷺ حرمین محترمین و دیگر بلادِ اسلام میں رائج ہے اور مولانا رفیع الدین نے تاریخ الحرمین میں اس رسالے اور اس کے مصنف جلیل القدر کی نہایت مدح و ثنا لکھی ہے۔ اپنے رسالہ مبارکہ میں فرماتے ہیں:

قد استحسن القيام عند ذكر ولادته الشريفة ائمة ذورواية وردية فطوبىٰ لمن كان تعظيمه صلى الله عليه وآلہٖ وسلم غاية مرامة

ترجمہ: بے شک نبی کریم ﷺ کے ذکرِ ولادت کے وقت قیام کرنا ان اماموں نے مستحسن سمجھا ہے جو صاحبِ روایت ودرایت تھے تو شادمانی اس کے لیے، جس کی نہایت مراد ومقصود نبی کریم ﷺ کی تعظیم ہے۔

2۔ فقیہہ محدث مولانا عثمان بن حسن دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ

فقیہہ محدث مولانا عثمان بن حسن دمیاطیؒ اپنے رسالہ اثبات قیام میں فرماتے ہیں:

القیام عند ذکر ولادۃ سید المرسلین ﷺ امر لا شک فی اسحبابه و استحسانه وندبه یحصل لفاعله من الثواب الاوفر الخیر الاکبر لانه تعظیم ای تعظیم النبی الکریم و سی الخلق العظیم الذی اخرجنا الله به من ظلمات الکفر الی الایمان و خلصتا الله به من نار الجهل الی جنات المعارف والایقان فتعظیمه صلی الله علیه وآله وسلم قیه مارعة الی رضاء رب العلمین و اظهار اقوی شعائر لدین و من یعظم شعائر الله نأتها من تقوی القلوب ومن یعظیم حرمت الله فهو خیر له عند ربه

ترجمہ: قرأت مولد شریف میں ذکرِ ولادت سیّد المرسلین ﷺ کے وقت حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم کے لیے قیام کرنا بے شک مستحب و مستحسن اور ادب ہے اور ایسا کرنے والے کو ثوابِ کثیر و خیرِ اکبر حاصل ہوگی اور نبی کریم ﷺ کی تعظیم اس سے بڑھ کر ہونی چاہیے کہ جو صاحبِ خُلقِ عظیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جن کی برکت سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں ظلماتِ کفر سے نورِ ایمان کی طرف لایا اور ان کے سبب ہمیں دوزخ اور جہل سے بچا کر بہشتِ معرفت ویقین میں داخل فرمایا تو حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم میں خوشنودی رب العالمین کی طرف دوڑنا ہے اور قوی ترین شعائرِ دین کا آشکار کرنا اور جو تعظیم کرے شعائرِ خدا کی تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے اور جو تعظیم کرے خدا کی حرمتوں کی تو وہ اس کے لیے اس کے رب کے یہاں بہتر ہے"۔

دلائل نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

فاستفید من مجموع ما ذکرنا استحباب القیام له صلی الله علیه وسلم عند ذکر ولادته

لما فی ذلك من التعظيم له صلی الله علیه و آله وسلم لا یقال القیام عند ذکر ولادته صلی الله علیه و آله وسلم بدعته لا نالقول لیس کل بدعت مذمومة کما اجاب بذلك الامام المحقق الولی ابو ذرعة العراقی سئل عن فعل المولد امستحب او مکروه وهل وردفیه شئی او فعل به من یقتدی به فاجاب بقوله الولیمة و اطعام الطعام مستحب کل وقت فیکف اذا اتفم الی ذلك السرور بظهور نور النبوة فی هذا الشهر الشریف ولا نعلم ذلك عن السلف ولا یلزم من کوته بدعة کوته مکروها فکم من بدعة مستحبة بل واجبة اذا لم تنضم بذلك مفدة والله الموفق

ترجمہ: ان سب دلائل سے ثابت ہوا کہ ذکرِ ولادت شریف کے وقت قیام مستحب ہے کہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے کوئی یہ نہ کہے کہ یہ قیام تو بدعت ہے اس لیے ہم کہتے ہیں کہ ہر بدعت بری نہیں ہوتی جیسا کہ یہی جواب امام محقق ولی ابوزرعہ عراقی نے دیا جب ان سے مجلسِ میلاد کے بارے میں پوچھا گیا تھا کہ مستحب ہے یا مکروہ اور اس میں کچھ وارد ہوا ہے یا کسی پیشوا نے کی ہے، تو جواب میں فرمایا ولیمہ اور کھانا کھانا ہر وقت مستحب ہے پھر اس صورت کا کیا پوچھنا، جب اس کے ساتھ اس ماہِ مبارک میں ظہورِ نورِ نبوت کی خوشی مل جائے اور ہمیں یہ امر سلف سے معلوم نہیں۔ نہ بدعت ہونے سے کراہت لازم کہ بہت سی بدعتیں مستحب بلکہ واجب ہوتی ہیں جب ان کے ساتھ کوئی خراب مضمون نہ ہو اور اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے۔

پھر ارشاد فرماتے ہیں:

قد اجتمعت الامة المحمدیة من اهل السنته والجماعة علی استحسان القیام المذکور و قد قال صلی الله علیه و آله وسلم لا تجتمع امتی علی الضلالة

ترجمہ: بے شک امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اہلِ سنت و جماعت کا اجماع واتفاق ہے کہ یہ قیام مستحسن ہے اور بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ''میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوتی''۔

3۔ علامہ ابوزید رحمۃ اللہ علیہ

علامہ ابوزید اپنے رسالہ میلاد میں لکھتے ہیں:

استحسن القيام عند ذكر الولادة

ترجمہ: ذکرِ ولادت کے وقت قیام مستحسن ہے۔

4۔ مولانا سیّد احمد زین دحلان مکی قدس سرہٗ الملکی

خاتمۃ المحدثین زین الحرم عین الکرم مولانا سیّد احمد زین دحلان مکی قدس سرہٗ الملکی اپنی کتاب مستطاب الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ میں فرماتے ہیں:

من تعظيمه ﷺ الفرح بليلة ولادته و قرائة المولد و القيام عند ذكر ولادته ﷺ واطعام الطعام و غير ذلك مما يعتاد الناس فعله من انواع البرفان ذلك كل من تعظيمه ﷺ و قد افردته المولد وما يتعلق بها بالتاليف داعتنى بذلك كثير من العلماء فالموافى ذالك مصنفات مشحونة بالادلته والبراهين فلا حاجة لنا الى طالالة بذلك

ترجمہ: (قیام) نبی کریم ﷺ کی تعظیم سے ہے حضور نبی کریم ﷺ کی شبِ ولادت کی خوشی منانا اور مولد شریف پڑھنا اور ذکرِ ولادتِ اقدس کے وقت کھڑا ہونا اور مجلس شریف میں حاضرین کو کھانا کھلانا اور ان کے سوا اور نیکی کی باتیں جو مسلمانوں میں رائج ہیں کہ یہ سب نبی کریم ﷺ کی تعظیم سے ہیں اور یہ مسئلہ مجلسِ میلاد اور اس کے متعلقات کا ایسا ہے جس میں مستقل کتابیں تصنیف ہوئیں اور بکثرت علمائے دین نے اس کا اہتمام فرمایا اور دلائل و براہین سے بھری ہوئی کتابیں اس میں تالیف فرمائیں تو اس مسئلہ میں تطویل کلام کی حاجت نہیں۔

5۔ مولانا محمد بن یحییٰ الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد بن یحییٰ الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نعم يجب القيام عند ذكر ولادته ﷺ از يحضر روحانية ﷺ فعند لك يجب

التعظیم والقیام

ترجمہ: ہاں! ذکرِ ولادتِ حضور نبی کریم ﷺ کے وقت قیام ضروری ہے کہ روحِ اقدس حضور نبی کریم ﷺ جلوہ فرما ہوتی ہے تو اس وقت تعظیم و قیام لازم ہوا۔

6۔ سراج العلماء عبداللہ سراج رحمتہ اللہ علیہ مکی مفتی حنیفہ

سراج العلماء عبداللہ سراج مکی مفتی حنیفہ فرماتے ہیں:

توارثه الائمه الاعلام و اقره الائمة والحكام من غير نكير و رواد و لهذا كان حسناً و من يستحق التعظيم غيره ﷺ و يكفى اثر عبد الله بن مسعود رضى الله عنه ما راه المسلمون حسناً فهو عند الله حسن

ترجمہ: یہ قیام مشہور اماموں میں برابر متواتر چلا آتا ہے اور اسے آئمہ و حکام نے برقرار رکھا اور کسی نے رد اور انکار نہیں کیا لہٰذا مستحب ٹھہرا اور نبی کریم ﷺ کے سوا اور کون تعظیم کا مستحق ہے اور سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کافی ہے ”جس چیز کو اہلِ اسلام نیک سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی نیک ہے۔“

تاریخِ میلاد

میلادِ پاک کو مروجہ اہتمام کے ساتھ منعقد کرنے کی ابتدا اربل کے حکمران سلطان مظفر (سلطان صلاح الدین ایوبی کے بہنوئی) جس کا پورا نام ابو سعید کوکبری بن زین علی بن بکتگین ہے، سے ہوئی۔

اس کا شمار عظیم المرتبت بادشاہوں اور فیاض امراء میں ہوتا ہے۔ اس نے کئی اور نیک کارنامے بھی سرانجام دیئے اور یادگاریں قائم کیں، کوہِ تاسیون کے دامن میں جامع مظفری تعمیر کرائی۔ ابنِ کثیر اس بارے میں لکھتے ہیں:

''سلطان مظفر ربیع الاوّل کے مہینے میں میلاد شریف کا نہایت شان وشوکت اور تزک واحتشام سے اہتمام کرتا تھا اور اس سلسلہ میں ایک عظیم الشان جشن منعقد کرتا۔ وہ ایک ذکی القلب، دلیر، زیرک، عالم اور عادل حکمران تھا۔ اللہ اس پر رحمت کرے اور معزز مقام ومرتبہ سے نوازے۔ شیخ ابوخطاب بن دحیہ نے اس کیلئے میلاد شریف کے موضوع پر ایک کتاب بھی لکھی جس کا نام انہوں نے ''التنویر فی المولد البشیر النذیر'' رکھا۔ جس پر سلطان نے انہیں ایک ہزار دینار انعام دیا۔ وہ تادمِ مرگ حکمران رہا، اس کی وفات ۶۳۰ ہجری میں شہر عکا میں ہوئی۔ اس وقت اس نے فرنگیوں کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ مختصر یہ کہ انتہائی نیک سیرت اور پاک طینت شخص تھا۔''

سبط ابنِ الجوزی نے مرآۃ الزمان میں لکھا ہے: سلطان مظفر کے ہاں میلادِ پاک میں شریک ہونے والے ایک شخص نے بیان کیا کہ اس نے خود شمار کیا کہ شاہی دسترخوان پر پانچ سو خستہ بکریاں، دس ہزار مرغیاں، ایک لاکھ آبخورے، اور تیس ہزار ٹوکرے شیریں پھلوں سے لدے ہوئے پڑے تھے۔

مزید لکھتے ہیں کہ میلادِ پاک کی تقریب پر سلطان کے ہاں بڑے بڑے جید علماء کرام اور جلیل القدر صوفیاء آتے، جنہیں وہ خلعت و اکرام شاہی سے نوازتا تھا، صوفیاء کیلئے ظہر سے لے کر اگلے دِن فجر تک محفلِ سماع ہوتی، جس میں وہ بنفسِ نفیس شریک ہوتا اور صوفیاء کے ساتھ مل کر وجد کرتا تھا۔ ہر سال میلادِ پاک پر تین لاکھ دینار خرچ کرتا۔ باہر سے آنے والوں کیلئے اس نے ایک مہمان خانہ مخصوص کر رکھا تھا، جس میں ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ بلالحاظِ مرتبہ، مختلف اطراف و اکناف سے آکر ٹھہرا کرتے، اس مہمان خانہ پر ہر سال ایک لاکھ دینار خرچ ہوتے تھے۔ اسی طرح ہر سال دو لاکھ دینار فدیہ دے کر فرنگیوں سے اپنے مسلمان قیدی رہا کراتا اور حرمین شریفین کی نگہداشت اور حجاز مقدس کے راستے میں (حجاج کرام کیلئے) پانی مہیا کرنے کیلئے تین ہزار دینار سالانہ خرچ کیا کرتا تھا۔

یہ ان صدقات و خیرات کے علاوہ ہیں جو پوشیدہ طور پر کئے جاتے، اس کی بیوی ربیعہ خاتون جو سلطان صلاح الدین ایوبی کی ہمشیرہ تھیں، بیان کرتی ہیں کہ اس کی قمیض موٹے کرباس (کھدر کی قسم کے کپڑے) کی ہوتی تھی جو پانچ درہم سے زیادہ لاگت کی نہیں ہوتی تھی۔ کہتی ہیں کہ ایک بار میں نے اس سلسلے میں انہیں روکا تو انہوں نے کہا کہ میرے لئے پانچ درہم کا کپڑا پہن کر باقی صدقہ خیرات کر دینا اس سے کہیں بہتر ہے کہ میں قیمتی کپڑے پہنا کروں اور کسی فقیر اور مسکین کو خیر باد کہہ دوں۔

حجتہ الدین امام محمد بن ظفر المکی رحمۃ اللہ علیہ

حجتہ الدین امام محمد بن ظفر المکی رحمۃ اللہ علیہ کہتے کہ الدر المنتظم میں ہے:-

وقال العلامة ابن ظفر رحمته الله تعالىٰ: بل في الدر المنتظم : و قد عمل المحبون للنبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرحاً بمولده الولائم، فمن ذلك ما عمله بالقاهرة المعزية من الولائم الكبار الشيخ أبو الحسن المعروف بابن قُفل قدس الله تعالىٰ سره شيخ شيخنا ابي عبدالله محمد بن النعمان، و عمل ذلك قبل جمال الدين العجمي الهمداني ومن عمل ذلك على قدر وسعه يوسف الحجار بمصر وقد رأى النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و هو يحرِّض يوسف المذكور على عمل ذلك (صالحی، سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد1-363)

ترجمہ: اہلِ محبت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کی خوشی میں دعوتِ طعام منعقد کرتے چلے آرہے ہیں۔قاہرہ کے جن لوگوں نے محبت وعشق سے بڑی بڑی دعوتوں کا اہتمام کیا ان میں شیخ ابو الحسنی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں جو کہ ابنِ قفل قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ کے نام سے مشہور ہیں اور ہمارے شیخ ابو عبداللہ محمد بن نعمان کے شیخ ہیں۔یہ عملِ مبارک جمال الدین عجمی ہمدانیؒ نے بھی کیا اور مصر میں سے یوسف حجاز نے اسے بہ قدرِ وسعت منعقد کیا پھر انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (خواب میں) دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوسف حجاز کو عملِ مذکور کی ترغیب دے رہے تھے۔

امام عماد الدین بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ
(1301-1373ء)

امام حافظ عماد الدین ابو الفداد اسماعیل بن کثیر ایک نامور محدث، مؤرخ اور فقیہہ تھے آپ کی تفسیر ''تفسیر القران العظیم'' اور احادیث کی جامع کتاب ''جامع المسانید والسنن'' اور تاریخ کے میدان میں ''البدایة والنهایة'' مستند کتب ہیں۔آپ نے میلادِ پاک کے بارے میں ایک مختصر کتاب ''ذکر مولد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم و رضاعة'' کے نام سے بھی تحریر کی ہے آپ اسی کتاب میں لکھتے ہیں:۔

- سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابولہب کی کنیز ثوبیہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا تھا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس چچا کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی ولادت کی خوشخبری دی تو اس نے اس خوشی میں اُسے اسی وقت آزاد کر دیا۔ جب اس کے مرنے کے بعد اس کے بھائی عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے اُسے خواب میں بُری حالت میں دیکھا تو پوچھا! تیرا کیا حال ہے؟ پس اس نے جواب دیا تم سے بچھڑنے کے بعد مجھے کوئی سکون نہیں ملا اور اپنی شہادت کی انگلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا سوائے اس کے کہ ثوبیہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے مجھے اس سے پانی پلایا جاتا ہے۔

حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ
(773ھ-852ھ / 1372ء-1449ء)

۞ شارحِ صحیح البخاری حافظ شہاب الدین نے ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ سے میلاد النبی ﷺ کی واضح طور پر تحقیق کی ہے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

و قد سئل شیخ الاسلام حافظ العصر ابو الفضل ابن حجر عن عمل المولد فاجاب بما نصه: قال: و قد ظهر لی تخریجها علی اصل ثابت، وهو ما ثبت فی الصحیحین من "أن النبی ﷺ قدم المدینة فوجد الیهود یصومون یوم عاشوراء فسألهم فقالوا: هو یوم اغرق الله فیه فرعون، و نجی موسیٰ، فنحن نصومه شکرًا لِله تعالٰی فیستفاد منه فعل الشکر لِله تعالٰی علی ما مَنّ به فی یوم معین من اسداء نعمة، او دفع نقمة، و یعاد ذلك فی نظیر ذلك الیوم من کل سنة والشکر لِله تعالٰی یحصل بانواع العبادات کالسجود والصیام والصدقة والتلاوة و ای نعمة اعظم من النعمة ببروز هذا النبی ﷺ الذی هو نبی الرحمة فی ذلك الیوم" (حسن المقصد فی عمل المولد۔ امام سیوطیؒ)

ترجمہ: ایک بار شیخ الاسلام حافظ العصر ابوالفضل ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ سے میلاد شریف کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے یہ جواب دیا "مجھے میلاد شریف کے بارے میں اصل تخریج کا پتہ چلا ہے "صحیحین" سے ثابت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے یہود کو روزہ رکھتے ہوئے پایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا! ایسا

کیوں کرتے ہو؟ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ اس دِن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی تو ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکر بجالانے کے لیے روزہ رکھتے ہیں۔‘‘

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی احسان وانعام کے عطا ہونے یا کسی مصیبت کے ٹل جانے پر کسی خاص معین دِن میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا اور ہر سال اس دِن کی یاد تازہ کرنا احسن ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر نماز وسجدہ، صدقہ اور تلاوتِ قرآنِ پاک اور دیگر عبادات کے ذریعے بجالایا جاسکتا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت سے بڑھ کر نعمتوں میں سے کون سی نعمت ہے اس لیے اس دِن ضرور سجدہ شکرانہ بجالانا چاہیے۔

اس وجہ سے ضروری ہے کہ اسی معین دِن کو منایا جائے تاکہ یومِ عاشورہ کے حوالے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ سے متابقت ہو۔

امام شہاب الدین ابوالعباس قسطلانی رحمتہ اللہ علیہ
(851ھ۔923ھ/1448ء۔1517ء)

’’صاحبِ ارشاد الساری الشرح صحیح البخاری‘‘ امام شہاب الدین ابوالعباس بن ابی بکر قسطلانی رحمتہ اللہ علیہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

لا زال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و يعملون الولائم و يتصدقون فی لياليه بأنواع الصدقات و يظهرون السرور و يزيدون فی المبرات و يعتنون بقراة مولده الكريم و يظهر عليهم من بركاته كل فضل عظيم و مما جرب من خواصه انه امان فی ذالك العام و بشرى عاجله بنيل البغية و المرام فرحم الله امراءً اتخذ ليالی شهر مولده المبارك أعياداً ليكون اشدعلة علی من فی قلبه مرض۔ (المواہب اللدنیہ۔امام قسطلانیؒ)

ترجمہ: ہمیشہ سے مسلمان حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت کے مہینے میں میلاد کی محافل منعقد کرتے آئے ہیں، وہ دعوتوں کا اہتمام کرتے ہیں، اس ماہ کی راتوں میں صدقات و

خیرات کی تمام ممکنہ صورتیں بروئے کار لاتے ہیں اظہارِ مسرت اور نیکیوں میں کثرت کرتے ہیں اور میلاد شریف کے چرچے کیے جاتے ہیں۔ ہر مسلمان میلاد شریف کی محافل سے فیض یاب ہوتا ہے۔ میلاد شریف کی محافل کے انعقاد کی برکات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جس سال میلاد منایا جائے اس سال امن قائم رہتا ہے نیز نیک مقاصد اور دِلی خواہشات کی تکمیل ہوتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے ماہِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راتوں کو بھی بطورِ عید منا کر ان لوگوں کے شدتِ مرض میں اضافہ کیا جن کے دلوں میں (بغضِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبب خطرناک) بیماری ہے۔

امام محمد الزرقانی رحمۃ اللہ علیہ
(1055ھ۔ 1122ھ / 1645ء۔ 1710ء)

استمر أهل الاسلام بعد القرون الثلاثة التى شهد المصطفى صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بخير يتها فهو بدعة وفى أ نها حسنة، قال السيوطى: وهو مقتضى كلام ابن الحاج فى مدخله فانه انما ذم ما احتوى عليه من المحرمات مع تصريحه قبل بانه ينبغى تخصيص هذا الشهر بزيادة فعل البرّ و كثرة الصدقات والخيرات وغيره ذلك من وجوه القربات۔ وهذا هو عمل المولد مستحسن والحافظ ابى الخطاب بن دحية الف فى ذالك "التنوير فى مولد البشير النذير" فا جازه الملك المنظفر صاحب اربل بالف دينار، واختاره ابو الطيب السبتى نزيل قوص وهولاء من اجلّة المالكية او مذمومة وعليه التاج الفا كهانى وتكفل السيوطى، لردّ ماستد اليه حرفاً حرفاً والاول اظهر، لما اشتمل عليه من الخير الكثير۔

يحتفلون: يهتمون بشهر مولده عليه الصلوٰة والسلام ويعملون الولائم ويتصدقون فى لياليه بانواع الصدقات ويظهرون السرور به، ويزيدون فى المبرات ويعتون بقرائة قصة مولده الكريم ويظهر عليهم من بر كاته كل فضل عميم۔ (شرح المواہب اللدنیہ۔ امام

زرقانی)

ترجمہ: اہلِ اسلام ان ابتدائی تین اَدوار (جنہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے خیر القرون فرمایا ہے) کے بعد سے ہمیشہ ماہِ میلاد النبی ﷺ میں محافلِ میلاد منعقد کرتے چلے آ رہے ہیں۔ یہ عمل (اگرچہ) بدعت ہے مگر ''بدعتِ حسنہ'' ہے (جیسا کہ) امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:۔ اور ''المدخل'' میں ابنِ الحاج کے کلام سے بھی یہی مراد ہے اگرچہ انہوں نے ان محافل میں داخل ہو جانے والی ممنوعات (محرمات) کی مذمت کی ہے لیکن اس سے پہلے تصریح فرمادی ہے کہ اس ماہِ مبارک کو اعمالِ صالحہ اور صدقہ وخیرات کی کثرت اور دیگر اچھے کاموں کے لیے خاص کر دینا چاہیے۔ میلاد منانے کا یہی طریقہ پسندیدہ ہے۔ حافظ ابوخطاب بن دحیہ کا بھی یہی مؤقف ہے جنہوں نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب ''التنویر فی المولد البشیر و النذیر'' تالیف فرمائی جس پر مظفر شاہِ اربل نے انہیں ایک ہزار دینار (بطورِ انعام) پیش کیے۔ اور یہی رائے ابو طیب سبتی کی ہے جو قوص کے رہنے والے تھے۔ یہ تمام علماء جلیل القدر مالکی آئمہ میں سے ہیں۔ یا پھر یہ (عملِ مذکور) بدعتِ مذمومہ ہے جیسا کہ تاج فاکہانی کی رائے ہے۔ لیکن امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی طرف منسوب عبارات کا حرف بہ حرف رَدّ فرمایا ہے۔ (بہرحال) پہلا قول ہی زیادہ قابلِ ترجیح اور واضح تر ہے۔ بایں وجہ یہ اپنے دامن میں خیر کثیر رکھتا ہے۔ لوگ (آج بھی) ماہِ میلاد النبی ﷺ میں اجتماعات کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں اور اس کی راتوں میں طرح طرح کے صدقات وخیرات دیتے ہیں اور خوشی ومسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ کثرت کے ساتھ نیکیاں کرتے ہیں اور مولود شریف کے واقعات پڑھنے کا اہتمام کرتے ہیں جس کے نتیجے میں اس کی خصوصی برکات اور بے پناہ فضل وکرم اُن پر ظاہر ہوتا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ میلاد النبی ﷺ منانے کے متعلق فرماتے ہیں:

❁ میرے نزدیک میلاد پاک دراصل ایک ایسی تقریبِ مسرّت ہوتی ہے جس میں لوگ جمع ہو کر بقدرِ سہولت قرآنِ کریم کی تلاوت کرتے ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کے سلسلہ میں جو خوشخبریاں احادیث و آثار میں آئی ہیں اور جو خوارقِ عادات اور نشانیاں ظاہر ہوئی ہیں، انہیں بیان کرتے ہیں۔ پھر شرکائے محفل کے آگے دستر خوان بچھایا جاتا ہے وہ حسبِ ضرورت اور بقدرِ کفایت کھانا تناول کرتے ہیں اور دعائے خیر کر کے اپنے اپنے گھروں کو واپس جاتے ہیں۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلہ میں منعقد کی جانے والی یہ تقریب سعید، بدعتِ حسنہ ہے، جس کا اہتمام کرنے والے کو ثواب ملے گا، اس لئے کہ اس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم، شان اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت پر فرحت و انبساط کا اظہار پایا جاتا ہے۔ (حسن المقصد فی عمل المولد)

❁ بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہمارے لیے نعمت عظیم ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہمارے لیے سب سے بڑی مصیبت ہے تاہم شریعت نے نعمت پر اظہارِ شکر کا حکم دیا ہے اور مصیبت پر صبر و سکون کرنے اور اُسے چھپانے کا حکم دیا ہے اس لیے شریعت نے ولادت کے موقع پر عقیقہ کا حکم دیا ہے کہ یہ بچے کے پیدا ہونے پر اللہ تعالیٰ کے شکر اور ولادت پر خوشی کے اظہار کی ایک صورت ہے لیکن موت کے وقت جانور ذبح کرنے جیسی چیز کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ نوحہ اور جزع وغیرہ سے بھی منع کر دیا گیا لہٰذا شریعت کے قواعد کا تقاضا ہے کہ ماہ ربیع الاوّل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی منائی جائے نہ کہ وصال کی وجہ سے غم۔ (حسن المقصد فی عمل المولد، الحاوی للفتاوی)

شیخ امام ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ (امام نووی کے شیخ)

(599ھ۔665ھ/1202ء۔1267ء)

آپ حضرت امام نووی رحمتہ اللہ علیہ کے شیخ ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

❁ و من احسن ما ابتدع فی زماننا ما یفعل کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولده صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من الصدقات و المعروف و اظهار الزينة فان ذلك مع ما فيه من

الاحسان للفقرآء مشعر بمحبة النبی ﷺ و تعظیمه فی قلب فاعل ذلك و شكر الله علی مامن به من ایجاد رسول الله ﷺ ارسلنه رحمة للعالمین(امام صالحی، سبل الهدی والرشاد سیرة خیر العباد ﷺ) (سبل الهدیٰ والرشاد)

ترجمہ: ہمارے زمانے کی اچھی ایجادوں میں وہ افعال ہیں جو مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دن کیے جاتے ہیں۔ یعنی صدقات، بھلائی کے کام، زینت وسرور کا اظہار کیونکہ اس میں فقراء کے ساتھ احسان کرنے کے علاوہ اس بات کا شعار ہے کہ میلاد کرنے والے کے دل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت اور تعظیم ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے جو اس نے رحمتہ اللعالمین کو پیدا فرما کر ہم پر احسان فرمایا ہے۔

حافظ شمس الدین الجزری رحمۃ اللہ علیہ (660ھ)

فاذا كان هذا ابولهب الكافر الذی نزل القران بذمه جوزی (فی النار) بفرحه ليلة مولدالنبی ﷺ فما حال المسلم الموحد من امته ﷺ بمولده و يبذل ما تصل اليه قدرته فی محبته ﷺ لعمری انما يكون جزاؤه من الله الكريم ان يدخله بفضله العميم جنات النعيم۔ (الحاوی للفتاوی، امام جلال الدین سیوطیؒ)

ترجمہ: جب ابولہب کافر کو جس کی مذمت میں قرآن پاک میں سورۃ نازل ہوئی، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت کی خوشی میں جزا نیک مل گئی (عذاب میں تخفیف) تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت کے مسلمان موحد کا کیا حال ہوگا جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت کی خوشی مناتا ہو اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت میں حسبِ طاقت خرچ کرتا ہو، مجھے اپنی جان کی قسم! اللہ کریم ہے اس کی جزا یہ ہے کہ اس کو اپنے فضلِ عمیم سے جنتِ نعیم میں داخل فرمادے گا۔

لم یفعله احد من السف فی القرون الثلاثة و انما حدث بعد ثم لازوال اهل الاسلام من سائر الاقطار والمدن الکبار یعملون المولد یتصدقون فی لیالیه بأنوع الصدقات و بل یعتنون بقرابة مولده الکریم و یظهر علیهم من برکاته کل فضل عمیم -(فتاویٰ امام سخاوی)

ترجمہ: تینوں زمانوں میں سلف میں کسی نے میلاد (مروجہ) نہیں کیا' اس کے بعد شروع ہوا پھر ہمیشہ مسلمان ہر طرف اور بڑے شہروں میں میلاد کرتے ہیں اور ان راتوں میں ہر قسم کا صدقہ کرتے ہیں اور میلاد شریف بیان کرنے کا اہتمام کرتے ہیں' میلاد شریف کی برکت سے ان پر ہر قسم کا فضل ورحمت نازل ہوتی ہے۔

لازال اهل الاسلام یختلفون بشهر مولده علیه الصلوة و السلام و یعملون الولائم ویتصد قون فی لیالیه بأنواع الصدقات و یظهرون السرور و یزیدون فی المبرات و یعتنون بقرآء مولده الکریم (انوار محمدیہ)

ترجمہ: ہمیشہ مسلمان ولادتِ پاک کے مہینہ میں محفلِ میلاد منعقد کرتے آئے ہیں اور دعوتیں کرتے ہیں اور اس ماہ کی راتوں میں ہر قسم کا صدقہ کرتے ہیں اور خوشی مناتے ہیں' نیکی زیادہ کرتے ہیں اور میلاد شریف پڑھنے کا بہت اہتمام کرتے ہیں۔

محدث حضرت علامہ ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ
(510ھ-597ھ/1116ء-1201ء)

علامہ جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کثیر کتب کے مصنف ہیں۔ آپ

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

من خواصه انه امان فی ذلك العام و بشری عاجلة نبیل البغیة والمراد و اول من احدثه من الملوك الملك المظفر ابوسعید صاحب اربل واتف له الحافظ ابن دحیة تالیفا سماه التنویر فی مولد البشیر النذیر فأجرزه الملك المظفر بالف دینار وصنع الملك المظفر المولد و كان یعمله فی ربیع الاوّل و یحتفل به اختلافا ضائلا و كان شهما شجاعا بطلا عاقلا عالما عادلا و طالف مدته فی الملك اتی ان مان و هو فحاصرا لفرنج بمدینة عكاسنة ثلاثین و ستمائة محمود السیرة و السیریرة ۔ (سیرت نبوی)

ترجمہ: ''میلاد شریف کی ایک تاثیر یہ ہے کہ سال بھر امن رہے گا اور مرادیں پوری ہونے کی خوشخبری ہے- بادشاہوں میں سے جس نے پہلے میلاد شریف شروع کیا وہ مظفر ابوسعید شاہِ اربل تھا' اس کیلئے حافظ ابنِ دحیہ نے ایک کتاب لکھی جس کا نام "التنویر فی مولد البشیر النذیر" رکھا۔ بادشاہ نے اس کو ہزار دینار نذر کیے' بادشاہ مظفر نے میلاد کیا اور وہ ربیع الاوّل شریف میں میلاد کیا کرتا تھا اور اس میں عظیم الشان محفل منعقد کرتا تھا اور وہ ذکی' بہادر' دلیر' عقلمند' عالم اور عادل تھا- وہ سیرت اور عادت کا اچھا تھا۔ اس کا زمانہ حکومت طویل رہا یہاں تک کہ انگریزوں کا محاصرہ کرتے ہوئے 630 ہجری میں عکا شہر میں انتقال کر گیا۔ وہ سیرت و کردار کا اچھا تھا''۔

اس مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ شاہِ اربل ملک مظفر ابوسعید عالم عادل ہونے کے علاوہ مجاہد بھی تھا اور جہاد فی سبیل اللہ میں اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی' لہٰذا جن لوگوں نے انہیں بُرے کلمات سے یاد کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے-

آپ اپنی کتاب ''بیان المیلاد النبوی ﷺ'' میں تحریر فرماتے ہیں:

لا زال أهل الحرمین الشریفین والمصرِ والیمن والشام وسائر بلاد العرب عن المشرق والمغرب یحتفلون بمجلس مولد النبی ﷺ ویفر حون بقدوم هلال شهر ربیع الاول ویهتمون اهتمامًا بلیغًا علی السماع والقراة لمولدالنبی ﷺ وینا لون

بذلك أجزاً جزيلاً وفوزاً عظيمًا o

ترجمہ: مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ، مصر، شام، یمن، الغرض مشرق تا غرب تمام بلادِ عرب کے باشندے ہمیشہ سے عید میلاد النبی ﷺ کی محفلیں منعقد کرتے آئے ہیں وہ ربیع الاوّل کا چاند دیکھتے تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہتی چنانچہ ذکرِ میلاد پڑھنے اور سننے کا اہتمام کرتے اور اس کے باعث بے پناہ اجر و کامیابی حاصل کرتے رہے ہیں۔

حضرت علامہ ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے کا قول

قال سبط ابن الجوزی فی مرآة الزمان حکی لی بعض من حقر سماط المظفر فی بعض المولد فذکرانه عدفیه خمسة الاف راس غنم وعشرة الاف رجاجة و مائدة الف زبدیةو ثلاثین الف صحن حلوه و کان یحضر عنده فی المولد اعیان العلماء و الصوفیة فیخلع علیهم ولطق لهم البحورو کان یصرف علی المولد ثلثمائة الف دینار۔ (سیرتِ نبوی ﷺ)

ترجمہ: حضرت ابنِ جوزی رحمتہ اللہ علیہ کے پوتے فرماتے ہیں کہ مجھے لوگوں نے بتایا جو ملک مظفر کے دستر خوان پر میلاد شریف کے موقع پر حاضر ہوئے کہ اس کے دستر خوان پر پانچ ہزار بکریوں کے بھنے ہوئے سر، دس ہزار مرغ، ایک لاکھ پیالی مکھن اور تیس ہزار طباق حلوے کے تھے اور میلاد میں اس کے ہاں مشاہیر علماء اور صوفی حضرات حاضر تھے، ان سب کو خلعتیں عطا کرتا تھا اور خوشبودار چیزیں سلگاتا تھا اور میلادِ مبارک پر تین لاکھ دینار خرچ کرتا تھا۔

عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ میلادِ مبارک میں فقط عوام ہی حاضر نہیں ہوتے تھے بلکہ مشاہیر، علماء اور اولیاء بھی شرکت کرتے تھے۔

حضرت سیّد احمد زینی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ مکہ مکرمہ کے مفتی رہے ہیں۔

عمل المولد و اجتماع الناس له کذلك مستحسن ۔(سیرتِ نبوی ﷺ)

ترجمہ: ''میلاد شریف کرنا اور لوگوں کا اس میں جمع ہونا بہت اچھا ہے۔''

الموالد والاذکار التی تفعل عندنا اکثرها مشتمل علی خیر کصدقة و ذکر و صلوٰة و سلام علی رسول اللّٰہ ﷺ و مدحه

ترجمہ: ''محافلِ میلاد اور اذکار جو ہمارے ہاں کیے جاتے ہیں ان میں سے اکثر بھلائی پر مشتمل ہیں جیسے صدقہ' ذکر' صلوٰۃ وسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کی مدح پر۔''

شیخ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(958ھ۔1052ھ /1551ء۔1642ء)

میلاد شریف کرنے والوں کیلئے اس میں سند ہے جو شبِ میلاد خوشیاں مناتے ہیں اور مال خرچ کرتے ہیں یعنی ابولہب کافر تھا اور قرآنِ پاک اس کی مذمت میں نازل ہوا جب اسے میلاد کی خوشی منانے اور اپنی لونڈی کو آزاد کرنے کی وجہ سے جزا دی گئی تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو محبت اور خوشی میں بھرپور ہے اور میلاد پاک میں مال خرچ کرتا ہے۔(ماثبت مِن السنةَ فی ایام السنة)

لایزال اهل الاسلام بشهر مولود و یعملون الولائم و یتصدقون فی لیالیه بانواع الصدقات و یظهرون السرور و یزیدون فی المبرات و یعتنون بقراء مولد الکریم (ماثبت مِن السنةَ فی ایام السنة)

ترجمہ: ہمیشہ سے مسلمانوں کا یہ دستور ہے کہ ربیع الاوّل کے مہینے میں میلاد کی محفلیں منعقد کرتے ہیں۔ صدقات، خیرات اور خوشی کے اظہار کا اہتمام کرتے ہیں۔ ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ ان دنوں میں زیادہ سے زیادہ نیک کام کریں اس موقع پر وہ ولادت باسعادت کے واقعات بیان کرتے ہیں۔

(ماثبت مِن السنةَ فی ایام السنة)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
(1174ھ/1762ء)

و کنت قبل ذلك بمكة المعظمة في مولد النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم في يوم ولادته و الناس يصلون على النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و يذكرون ارهاصاته التي ظهرت في ولادته و مشاهدة قبل بعثته فرايت انواراً سطعت دفعة واحدة لا اقوال اني ادركتها ببصر الجسد ولا اقوال ادركتها ببصر الروح فقط والله اعلم كيف كان الامر بين هذا و ذالك فتأملت تلك الانوار فوجدتها من قبل الملائكة الموكلين بأمثال هذا المشاهد و بأمثال هذه المجالس و رايت يخالطه انوار الملائكة انوار الرحمة۔ (فیوض الحرمین)

 اس سے پہلے مکہ مکرمہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کے دن میں ایک ایسی میلاد کی محفل میں شریک ہوا جس میں لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں ہدیہ درود و سلام عرض کر رہے تھے اور وہ واقعات بیان کر رہے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے موقعہ پر ظاہر ہوئے اور جن کا مشاہدہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے ہوا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ اس محفل پر انوار و تجلیات کی برسات شروع ہوگئی۔ میں نہیں کہتا کہ میں نے یہ منظر صرف جسم کی آنکھ سے دیکھا تھا نہ یہ کہتا ہوں کہ فقط روحانی نظر سے دیکھا تھا، بہر حال جو بھی ہو میں نے غور و خوض کیا تو مجھ پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ یہ انوار ان ملائکہ کی وجہ سے ہیں جو ایسی مجالس میں شرکت پر مامور کیے جاتے ہیں اور میں نے دیکھا کہ انوارِ ملائکہ کے ساتھ ساتھ رحمت باری تعالیٰ کا نزول بھی ہو رہا تھا۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان دو میں سے کون سا معاملہ تھا۔

حضرت مولانا مولوی محمد عنایت احمد کاکوری رحمۃ اللہ علیہ
(228ھ/813ء)

حرمین شریفین اور اکثر بلادِ اسلام میں عادت ہے کہ ماہِ ربیع الاوّل میں محفل میلاد شریف

کرتے ہیں اور مسلمانوں کو مجتمع کر کے ذکرِ مولود شریف کرتے ہیں اور اکثر درود پڑھتے ہیں اور بطور دعوت کے کھانا یا شیرینی تقسیم کرتے ہیں۔ سو یہ امر موجبِ برکاتِ عظیمہ ہے اور سبب ہے زیادتِ محبت کا ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے۔ بارہویں ربیع الاوّل کو مدینہ منورہ میں یہ محفلِ متبرک مسجد شریف میں ہوتی ہے اور مکہ المکرّمہ میں مکانِ ولادت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں۔ (تواریخ حبیب الٰہ)

حافظ ابوالحسنات محمد عبدالحیٔ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ
(1264ھ۔1304ھ)

میلاد شریف بدعت ضلالت دو وجہ سے نہیں ہے۔ وجہ اوّل یہ ہے کہ میلاد کا مطلب یہ ہے کہ مقرر کوئی قرآن کی آیت یا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث پڑھے اور اس کی تشریح میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضائل، معجزاتِ ولادت، نسب کے احوال اور وقتِ ولادت خوارقِ عادت جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ظاہر ہوئے بیان کرے، جیسا کہ اس کی تحقیق ابنِ حجر مالکی نے ''النعمته الکبری علی العالم بمولد سید ولد آدم'' میں کی ہے ان کے علاوہ علمائے ماہرین نے کی ہے۔

یہ حقیقت یعنی میلاد شریف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں موجود تھی اگرچہ یہ نام نہ تھا۔ فنِ حدیث کے ماہرین سے یہ پوشیدہ نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم مجالسِ وعظ اور تعلیمِ علم میں فضائل اور حالاتِ ولادتِ احمدیہ کا ذکر کرتے تھے۔ صحاح میں مروی ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اپنی مسجد شریف میں منبر شریف پر بٹھاتے تھے اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صفات کو نظم اور اشعار میں پڑھتے تھے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کے حق میں دعائے خیر کرتے اور فرماتے: ''اے اللہ! روح اقدس سے ان کی تائید فرما۔'' دیوانِ حسان کے ناظر پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ ان کے قصائد میں معجزات اور ولادتِ پاک کے حالات اور نسب شریف کا ذکر موجود ہے، پس اس قسم کے

اشعار کا پڑھنا کسی محفل و مجلس میں میلاد شریف ہے۔ (مجموعہ فتاویٰ عبدالحی)

حاجی محمد امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ
(1233ھ-1317ھ)

علمائے ہند کے عظیم شیخ بالخصوص علماء دیوبند کے مرشد، جن کے مریدین میں مدرسہ دیوبند کے بانی مولانا محمد قاسم نانوتوی، دارالعلوم دیوبند کے سرپرست مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا محمود الحسن دیوبندی شامل ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ میں مقیم ہوئے اور جنت المعلیٰ میں مدفون ہوئے۔ عید میلاد کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

- مولد شریف تمام اہلِ حرمین کرتے ہیں اس قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے اور ہمارے علماء اس زمانے میں جو کچھ قلم میں آتا ہے بے محابا فتویٰ دے دیتے ہیں، علمائے ظاہر کیلئے علمِ باطن بہت ضروری ہے۔ بغیر اس کے کچھ کام درست نہیں ہوتا۔ فرمایا: ''ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازع کرتے ہیں، تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں، جب صورت جواز کی موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے''۔ (شمائم امدادیہ)
- مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفلِ میلاد میں شریک ہوتا ہوں، بلکہ ذریعۂ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ)
- جو لوگ میلاد کی محفل کو بدعت مذمومہ کہتے ہیں خلافِ شرع کہتے ہیں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ)

امام صدر الدین موہوب بن عمر الجزری رحمۃ اللہ علیہ
(590ھ-665ھ)

- امام صدر الدین موہوب بن عمر بن موہوب الجزری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

هذه بدعة لا بأس بها، ولا تُكره البدع إلا إذا راغمت السُّنة، وأما إذا لم تراغمها فلا تُكره، ويُثاب الإنسان بحسب قصده في إظهار السرور و الفرح بمولد النبي ﷺ۔

وقال في موضع آخر: هذا بدعة، ولكنها بدعة لا بأس بها، ولكن لا يجوز له أن

يسأل الناس بل إن كان يَعلمُ أو يغلب على ظنه أن نفس المسؤل تَطِيب بما يعطيه فالسؤال لذلك مباح أرجو أن لاينتهي إلى الكراهة۔ (صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ﷺ)

ترجمہ: یہ بدعت ہے لیکن اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور بدعتِ مکروہ وہ ہے جس میں سنت کی بے حرمتی ہو۔ اگر یہ پہلو نہ پایا جائے تو (بدعت) مکروہ نہیں اور انسان حضور نبی اکرم ﷺ کے میلاد کی حسبِ توفیق اور حسبِ ارادہ مسرت وخوشی کے اظہار کے مطابق اجر وثواب پاتا ہے۔

اور ایک دوسرے مقام پر کہتے ہیں: ''یہ بدعت ہے لیکن اس بدعت میں کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن اس کے لیے لوگوں سے سوال کرنا جائز نہیں اور اگر وہ یہ جانتا ہے یا اُسے غالب گمان ہے کہ اس کا سوال مسئول کی طبیعت پر گراں نہیں گزرے گا اور وہ خوشی سے سوال کو پورا کرے گا تو ایسی صورت میں یہ سوال مباح ہوگا اور میں امید کرتا ہوں کہ یہ عمل مبنی بر کراہت نہیں ہوگا۔''

امام ظہیر الدین جعفر التزمنتی رحمۃ اللہ علیہ
(م1283ء)

امام ظہیر الدین جعفر بن یحییٰ بن جعفر التزمنتی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

هذا الفعل لم يقع في الصدر الأول من السلف الصالح مع تعظيمهم وحبهم له إعظاماً ومحبة لا يبلغ جَمعُنا الواحدَ منهم ولا ذرّة منه، وهي بدعة حسنة إذا قصد فاعلها جمع الصالحين والصلاة على النبي ﷺ وإطعام الطعام للفقراء والمساكين وهذا القدر يثاب عليه بهذا الشرط في كل وقت۔ (صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ﷺ)

محافلِ میلاد کے انعقاد کا سلسلہ پہلی صدی ہجری میں شروع نہیں ہوا اگرچہ ہمارے اسلاف صالحین عشقِ رسول ﷺ سے اس قدر سرشار تھے کہ ہم سب کا عشق ومحبت ان بزرگانِ دین میں سے کسی ایک شخص کے عشقِ نبی ﷺ کو نہیں پہنچ سکتا۔ میلاد کا انعقاد بدعتِ حسنہ ہے، اگر اس کا اہتمام کرنے والا صالحین کو جمع کرنے، محفلِ درود وسلام اور فقراء ومساکین کے طعام کا بندوبست کرنے کا قصد کرتا ہے۔ اس شرط کے ساتھ جب بھی یہ عمل کیا جائے گا موجبِ ثواب ہوگا۔

علامہ ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ
(1263-1328ء)

علامہ تقی الدین احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفة أصحاب الجحیم میں لکھتے ہیں:

۞ وکذلك مایحدثه بعض الناس، إما مضاھاة للنصاریٰ فی میلاد عیسیٰ علیه السلام، وإما محبة للنبی ﷺ وتعظیمًا. واللّٰه قد یثیبھم علی ھذه المحبة والاجتھاد، لا علی البدع من اتخاذ مولد النبی ﷺ عیدًا۔

ترجمہ: اور اِسی طرح اُن اُمور پر (ثواب دیا جاتا ہے) جو بعض لوگ ایجاد کر لیتے ہیں، میلادِ عیسیٰ علیہ السلام میں نصاریٰ سے مشابہت کے لیے یا حضور نبی اکرم ﷺ کی محبت اور تعظیم کے لیے اور اللہ تعالیٰ اُنہیں اس محبت اور اجتہاد پر ثواب عطا فرماتا ہے نہ کہ بدعت پر، اُن لوگوں کو جنہوں نے یومِ میلاد النبی ﷺ کو بطورِ عید اپنایا۔

اِسی کتاب میں دوسری جگہ لکھتے ہیں:

۞ فتعظیم المولد واتخاذه موسمًا، قد یفعله بعض الناس، ویکون له فیه أجر عظیم لحسن قصده، وتعظیمه لرسول اللّٰه ﷺ، کما قدمته لك أنه یحسن من بعض الناس ما یستقبح من المؤمن المسدد۔

ترجمہ: میلاد شریف کی تعظیم اور اسے شعار بنا لینا بعض لوگوں کا عمل ہے اور اِس میں اُن کے لیے اَجرِ عظیم بھی ہے کیونکہ اُن کی نیت نیک ہے اور رسول اکرم ﷺ کی تعظیم بھی ہے، جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ بعض لوگوں کے نزدیک ایک اَمر اچھا ہوتا ہے اور بعض مومن اسے قبیح کہتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
(1564-1624ء)

امامِ ربانی شیخ احمد سرہندی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ''مکتوبات'' میں فرماتے ہیں:

نفس قرآن خواندن بصوتِ حسن و در قصائد نعت و منقبت خواندن چه مضائقه است؟ ممنوع تحریف و تغیر حروفِ قرآن است' والتزام رعایة مقامات نغمه و تردید صوت بآں' به طریق الحان باتصفیق مناسب آن که در شعر نیز غیر مباح است۔ اگر به نهجے خوانند که تحریفِ کلمات قرآنی نشود...... چه مانع است؟ (مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی دفتر سوم)

ترجمہ: اچھی آواز میں قرآن حکیم کی تلاوت کرنے' قصیدے اور منقبتیں پڑھنے میں کیا حرج ہے؟ ممنوع تو صرف یہ ہے کہ قرآن مجید کے حروف کو تبدیل و تحریف کیا جائے اور الحان کے طریق سے آواز پھیرنا اور اس کے مناسب تالیاں بجانا جو کہ شعر میں بھی ناجائز ہے۔ اگر ایسے طریقہ سے مولود پڑھیں کہ قرآنی کلمات میں تحریف واقع نہ ہو اور قصائد پڑھنے میں مذکورہ (ممنوعہ) اُمور نہ پائے جائیں تو پھر کون سا اَمر مانع ہے؟

اِمام علی بن ابراہیم الحلبی رحمۃ اللہ علیہ

اِمام نورالدین علی بن ابراہیم بن احمد بن علی بن عمر بن برہان الدین حلبی قاہری شافعیؒ نہایت بلند رتبہ عالم اور مقبول و مشہور مشائخ میں سے ہیں۔ اُن کے مدلل علم کی وجہ سے اُنہیں امامِ کبیر اور علامۂ زماں کہا گیا ہے۔ اُن کے معاصرین میں سے کوئی ان کے پائے کا نہ تھا۔ آپ بہت سی بلند پایہ و مقبول کتب کے مصنف و شارح ہیں۔ آپ کی عظیم ترین کتاب سیرتِ طیبہ پر ''إنسان العیون فی سیرة الأمین المأمون'' ہے جو کہ ''السیرة الحلبیة'' کے نام سے معروف ہے۔ اُنہوں نے اس کتاب میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد شریف منانے پر دلائل دیتے

ہوئے اِس کا جائز اور مستحب ہونا ثابت کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

۞ والحاصل أن البدعة الحسنة متفق على ندبها، وعمل المولد واجتماع الناس له كذلك أي بدعة حسنة۔

ترجمہ: حاصل کلام یہ ہے کہ بدعتِ حسنہ کا جواز و اِستحباب متفقہ ہے (اس میں کوئی اختلاف نہیں) اور اِسی طرح میلاد شریف منانے اور اس کے لیے لوگوں کے جمع ہونے کا عمل ہے، یعنی یہ بھی بدعتِ حسنہ (جائز اور مستحب) اَمر ہے۔

ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ (م 1606ء)

نامور حنفی محدّث اور فقیہ ''شرح الشفا'' اور ''مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح'' کے مصنف ملا علی بن سلطان ہروی قاری نے بھی میلاد النبی ﷺ پر ایک گراں قدر کتاب ''المورد الروی فی مولد النبی ﷺ ونسبه الطاهر'' مرتب کی ہے۔ اِس میں میلاد النبی ﷺ کے جواز اور عالَمِ عرب و عجم میں انعقادِ محافلِ میلاد کو اسلامی و تاریخی تناظر میں انتہائی مدلل انداز میں بیان کیا ہے۔ اِس کتاب میں ایک مقام پر ملا علی قاری لکھتے ہیں:

۞ وفی قوله تعالى: لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ (التوبة) إشعار بذلك وإيماء إلى تعظيم وقت مجيئه إلى هنالك. قال: وعلى هذا فينبغي أن يقتصر فيه على ما يفهم الشكر لله تعالى من نحو ماذكر، وأما ما يتبعه من السماع واللهو وغير هما فينبغي أن يقال ما كان من ذلك مباحًا بحيث يعين على السرور بذلك اليوم فلا بأس بالحاقه، وما كان حرامًا أو مكروهًا فيمنع۔ وكذا ما كان فيه خلاف، بل نحسن في أيام الشهر كلها ولياليه يعني كما جاء عن ابن جماعة تمنيه فقد اتصل بنا أن الزاهد القدوة المعمر أبا إسحاق إبراهيم بن عبدالرحيم بن إبراهيم بن جماعة لما كان بالمدينة النبوية على ساكنها أفضل الصلاة وأكمل التحيّة كان يعمل طعامًا في المولد النبوی و يطعم

الناس ویقول: لو تمکنت عملت بطول الشهر کل یوم مولدًا۔

قلت: وأنا لما عجزت عن الضیافة الصوریة کتبت هذه الأوراق لتصیر ضیافة معنویة نوریة مستمرة علی صفحات الدهر غیر مختصة بالسنة والشهر وسمیته: بالمورد الروی فی مولد النبی ﷺ۔

ترجمہ: فرمانِ باری تعالیٰ ہے ''بے شک تمہارے پاس (ایک باعظمت) رسول (ﷺ) تشریف لائے۔'' اس آیت میں یہی خبر و اشارہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی تشریف آوری کے وقت کی تعظیم بجا لائی جائے اور اس لیے ضروری ہے کہ اظہارِ تشکر میں مذکورہ صورتوں پر اکتفا کیا جائے۔ جہاں تک سماع اور کھیل کود کا تعلق ہے تو کہنا چاہیے کہ اس میں سے جو مباح اور جائز ہے اور اس دن کی خوشی میں ممد و معاون ہے تو اُسے میلاد کا حصہ بنانے میں کوئی حرج نہیں اور جو حرام اور مکروہ ہے اس سے منع کیا جائے، یونہی جس میں اختلاف ہے، بلکہ ہم تو اس مہینے میں تمام شب و روز میں یہ عمل جاری رکھتے ہیں جیسا کہ ابن جماعہ نے فرمایا ''ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ زاہد، قدوہ، معمر ابو اسحاق ابراہیم بن عبد الرحیم بن ابراہیم بن جماعہ جب مدینۃ النبی ﷺ میں تھے تو میلادِ نبوی ﷺ کے موقع پر کھانا تیار کر کے لوگوں کو کھلاتے اور فرماتے: اگر میرے بس میں ہوتا تو پورا مہینہ ہر روز محفلِ میلاد کا اہتمام کرتا''۔

میں کہتا ہوں: جب میں ظاہری دعوت و ضیافت سے عاجز ہوں تو یہ اَوراق میں نے لکھ دیئے تاکہ میری طرف سے یہ معنوی و نوری ضیافت ہو جائے جو زمانہ کے صفحات پر ہمیشہ باقی رہے، محض کسی سال یا مہینے کے ساتھ ہی خاص نہ ہو اور میں نے اس کتاب کا نام ''المورد الروی فی مولد النبی ﷺ'' رکھا ہے۔

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

۞ وقد رؤی أبو لهب بعد موته فی النوم، فقیل له: ما حالك؟ فقال: فی النار، إلا أنه خُفّف عنّی کل لیلة اثنتین، فأمصّ من بین أصبعی هاتین ماء — وأشار إلی رأس

أصابعه۔ وإن ذلك يا عتاقي لثويبه عند ما بشرتني بولادة النبي ﷺ وبإرضاعها له۔

ترجمہ: اور ابولہب کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا تو اس سے پوچھا گیا: اب تیرا کیا حال ہے؟ پس اُس نے کہا: آگ میں جل رہا ہوں، تاہم ہر پیر کے دن (میرے عذاب میں) تخفیف کر دی جاتی ہے اور اُنگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا کہ میری ان دو انگلیوں کے درمیان سے پانی (کا چشمہ) نکلتا ہے (جسے میں پی لیتا ہوں) اور یہ (تخفیفِ عذاب) میرے لیے اس وجہ سے ہے کہ میں نے ثویبہ کو آزاد کیا تھا جب اس نے مجھے محمد (ﷺ) کی ولادت کی خوشخبری دی اور اس نے آپ ﷺ کو دودھ بھی پلایا تھا۔

شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(1114-1174ھ)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد گرامی شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کنت أصنع في أيام المولد طعاماً صلة بالنبي ﷺ، فلم يفتح لي سنة من السنين شيء أصنع به طعاماً فلم أجد إلا حمصاً مقلياً فقسمته بين الناس، فرأيته ﷺ وبين يديه هذا الحمص متبهجاً بشاشاً۔ (شاہ ولی اللہ الدر الثمین في مبشرات النبي الامين ﷺ)

ترجمہ: میں ہر سال حضور ﷺ کے میلاد کے دِن کھانے کا اہتمام کرتا تھا، لیکن ایک سال بوجہ غربت کھانے کا اہتمام نہ کر سکا تو میں نے کچھ بھنے ہوئے چنے لے کر میلاد کی خوشی میں لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ کے سامنے وہی چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ خوش وخرم تشریف فرما ہیں۔

برصغیر میں ہر مسلک اور طبقۂ فکر میں یکساں مقبول و مستند شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا اپنے والد گرامی کا یہ عمل اور خواب بیان کرنا اِس کی صحت اور حسبِ اِستطاعت میلاد شریف منانے کا جواز ثابت کرتا ہے۔

حضرت شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ
(1652-1724ء)

شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ ''تفسیر روح البیان'' میں لکھتے ہیں۔

ومن تعظیمه عمل المولد أذا لم یکن فیه منکر۔ قال الإمام السیوطی قدّس سرہ: یستحب لنا إظهار الشکر لمولدہ علیه السلام۔ (اسماعیل حقی، تفسیر روح البیان)

ترجمہ: اور میلاد شریف منانا آپ ﷺ کی تعظیم میں سے ہے جب کہ وہ منکرات سے پاک ہو۔ امام سیوطیؒ نے فرمایا ہے: ہمارے لیے آپ ﷺ کی ولادتِ باسعادت پر اظہارِ شکر کرنا مستحب ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
(1745-1822ء)

خاندانِ شاہ ولی اللہ کے آفتابِ روشن شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

وبرکة ربیع الأول بمولد النبی ﷺ فیه ابتداء وبنشر برکاته ﷺ علی الأمة حسب ما یبلغ علیه من هدایا الصلٰوة والإطعامات معاً۔ (عبدالعزیز محدث دہلوی، فتاویٰ)

ترجمہ: اور ماہِ ربیع الاوّل کی برکت حضور نبی اکرم ﷺ کے میلاد شریف کی وجہ سے ہے۔ جتنا اُمت کی طرف سے آپ ﷺ کی بارگاہ میں ہدیۂ درود وسلام اور طعاموں کا نذرانہ پیش کیا جائے اُتنا ہی آپ ﷺ کی برکتوں کا اُن پر نزول ہوتا ہے۔

شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ
(1115-1206ھ/1703-1791ء)

اہلِ حدیث مکتبہ فکر کے بانی شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''مختصر سیرۃ الرسول

ﷺ'' کی شرح کرتے ہوئے اُن کا بیٹا عبداللہ بن محمد اپنی کتاب ''مختصر سیرۃ الرسول ﷺ''
میں میلاد شریف کی بابت لکھتا ہے:

وأرضعته ﷺ ثويبة عتيقة أبي لهب، أعتقها حين بشّرته بولادته ﷺ۔ وقد رؤي أبو لهب بعد موته في النوم، فقيل له: ما حالك؟ فقال: في النار، إلا أنه خُفّف عنّي كل اثنين، وأمصّ من بين أصبعي هاتين ماء ــ وأشار برأس أصبعه ــ وإن ذلك بإعتاقي لثويبة عندما بشّرتني بولادة النبي ﷺ وبإرضاعها له۔

قال ابن الجوزي: فإذا كان هذا أبو لهب الكافر الذي نزل القران بذمّه جُوزيَ بفرحه ليلة مولد النبي ﷺ به، فما حال المسلم الموحد من أمته يُسر بمولده۔

(عبداللہ، مختصر سیرۃ الرسول ﷺ)

ترجمہ: اور ابولہب کی باندی ثوبیہ نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا اور جب اُس نے آپ ﷺ کی پیدائش کی خبر سنائی تو ابولہب نے اُسے آزاد کر دیا اور ابولہب کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا تو اس سے پوچھا گیا: اب تیرا کیا حال ہے؟ پس اُس نے کہا: آگ میں جل رہا ہوں، تاہم ہر سوموار کو (میرے عذاب میں) تخفیف کر دی جاتی ہے اور اُنگلی کے اشارہ سے کہنے لگا کہ میری ان دو انگلیوں کے درمیان سے پانی (کا چشمہ) نکلتا ہے (جسے میں پی لیتا ہوں) اور یہ (تخفیفِ عذاب میرے لیے) اس وجہ سے ہے کہ میں نے ثوبیہ کو آزاد کیا تھا جب اس نے مجھے محمد (ﷺ) کی ولادت کی خوش خبری دی اور اس نے آپ ﷺ کو دودھ بھی پلایا تھا۔

ابنِ جوزی کہتے ہیں: ''پس جب حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادتِ باسعادت کے موقع پر خوشی منانے کے اَجر میں ہر شبِ میلاد اُس ابولہب کو بھی جزا دی جاتی ہے جس کی مذمت میں قرآن حکیم میں (ایک مکمل) سورت نازل ہوئی ہے۔ تو آپ ﷺ کی اُمت کے اُس توحید پرست مسلمان کو ملنے والے اَجر و ثواب کا کیا عالم ہوگا جو آپ ﷺ کے میلاد کی خوشی مناتا ہے۔''

شاہ احمد سعید مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
(م 1860ء)

شاہ احمد سعید مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان کی معروف علمی و روحانی شخصیت تھے۔ اُنہوں نے مدینہ منورہ میں وفات پائی اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پہلو میں مدفون ہیں۔ آپ اپنے رسالہ ''إثبات المولد والقیام'' میں لکھتے ہیں:

ایها العلماء السائلون عن دلائل مولد الشریف لنبینا وسیدنا ﷺ! فاعلموا أن محفل المولد الشریف یشتمل علی ذکر الآیات والأحادیث الصحاح الدالة علی جلالة قدره وأحوال ولادته ومعراجه و معجزاته ووفاته ﷺ۔ کلما ذکره الذاکرون و کلما غفل عن ذکره الغافلون۔ فإنکار کم مبنی علی عدم استماعه۔

''ہمارے نبی و آقا ﷺ کے میلاد شریف کے دلائل کے بارے میں پوچھنے والو۔ اے علماء! جان لو کہ محفلِ میلاد شریف ایسی آیات وصحیح احادیث کے بیان پر مشتمل ہوتی ہے جن میں آپ ﷺ کی کمالِ شان پر دلالت ہوتی ہے اور آپ ﷺ کی ولادت باسعادت، معراج، معجزات اور وصال کے واقعات کا بیان ہوتا ہے۔ آپ ﷺ کا ذکر کرنا ہمیشہ سے بزرگانِ دین کی سنت رہی ہے اور صرف غافلین نے آپ ﷺ کے ذکر سے غفلت برتی ہے۔ پس تمہارا انکار ہٹ دھرمی پر مبنی ہے۔''

مولانا احمد علی سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ
(1297ھ)

مولانا احمد علی محدّث سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ دیوبند کے مشہور عالم ہیں اور میلاد شریف کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

إن ذکر الولادة الشریفة لسیدنا رسول اللہ ﷺ بروایات صحیحة فی أوقات

خالية عن وظائف العبادات الواجبات و بكيفيات لم تكن مخالفة عن طريقة الصحابة وأهل القرون الثلاثة المشهود لها بالخير' وبالا عتقادات التى موهمة بالشرك والبدعة وبالآداب التى لم تكن مخالفة عن سيرة الصحابة التى هى مصداق قوله عليه السلام۔ ما أنا عليه وأصحابى وفى مجالس خالية عن المنكرات الشرعية موجب للخير والبركة بشرط أن يكون مقرونًا بصدق النية والإخلاص واعتقاد كونه داخلاً فى جملة الأذكار الحسنة المندوبة غير مقيد بوقت من الأوقات۔ فإذا كان كذلك لانعلم أحد من المسلمين أن يحكم عليه يكونه غير مشروع أو بدعة۔ (سہارن پوری المہند علی المفند)

ترجمہ: سیدنا رسول اللہ ﷺ کی ولادت شریف کا ذکر صحیح روایت سے ان اوقات میں جو عباداتِ واجبہ سے خالی ہوں' ان کیفیات سے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان اہل قرونِ ثلاثہ کے طریقے کے خلاف نہ ہوں جن کے خیر ہونے کی شہادت حضرت (ﷺ) نے دی ہے' ان عقیدوں سے جو شرک و بدعت کے موہم نہ ہوں' ان آداب کے ساتھ جو صحابہ رضی اللہ عنہم کی اس سیرت کے مخالف نہ ہوں جو حضرت (ﷺ) کے ارشاد ما أنا عليه وأصحابى کی مصداق ہے ان مجالس میں جو منکراتِ شرعیہ سے خالی ہوں سببِ خیر و برکت ہے۔ بشرطیکہ صدقِ نیت اور اخلاص اور اس عقیدہ سے کیا جاوے کہ یہ بھی منجملہ دیگر اذکارِ حسنہ کے ذکرِ حسن ہے' کسی وقت کے ساتھ مخصوص نہیں۔ پس جو ایسا ہوگا تو ہمارے علم میں کوئی مسلمان بھی اس کے ناجائز یا بدعت ہونے کا حکم نہ دے گا۔

سیّد احمد بن زینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ
(1233-1304ھ)

سید احمد بن زینی دحلان حسنی ہاشمی قریشی مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ مکہ مکرمہ کے مفتی تھے اور اپنے معاصر علمائے حجاز میں بلند رتبہ پر فائز تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قریباً ہر موضوع پر قلم اُٹھایا اور 35 سے زائد کتب و رسائل لکھے۔ آپ نے ''السیرۃ النبویۃ (1:53' 54)'' میں آئمہ و علماء کے اقوال نقل کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ میلاد النبی ﷺ کی خوشی منانے پر تو ایک کافر بھی جزا

سے محروم نہیں رہتا' توحید پرست مسلمان کو ملنے والے اَجر وثواب کا کیا عالم ہوگا۔ میلاد شریف منانے والے کے نیک مقاصد اور دلی خواہشات جلد پایہ تکمیل تک پہنچتی ہیں۔

نواب صدیق حسن خان بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ
(م1307ھ)

اہلِ حدیث مکتبہ فکر کے نامور عالمِ دین نواب صدیق حسن خان بھوپالی میلاد شریف منانے کی بابت لکھتے ہیں:

❁ ''اس میں کیا برائی ہے کہ اگر ہر روز ذکرِ حضرت (ﷺ) نہیں کر سکتے تو ہر اُسبوع (ہفتہ) یا ہر ماہ میں اِلتزام اس کا کریں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا وعظِ سیرت وسمت ودل وہدیٰ و ولادت ووفات آنحضرت ﷺ کا کریں۔ پھر ایامِ ماہِ ربیع الاوّل کو بھی خالی نہ چھوڑیں اور اُن روایات واخبار وآثار کو پڑھیں، پڑھائیں جو صحیح طور پر ثابت ہیں۔'' (بھوپالی' الشمامۃ العنبریۃ من مولد خیر البریۃ: 5)

آگے لکھتے ہیں:

❁ ''جس کو حضرت (ﷺ) کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر' اس نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔'' (بھوپالی' الشمامۃ العنبریۃ من مولد خیر البریۃ: 16)

حکیم الامت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

شاعرِ مشرق حکیم الامت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''منجملہ ان مقدس اَیام کے جو مسلمانوں کے لیے مقدس کیے گئے ہیں ایک میلاد النبی ﷺ کا دن بھی ہے۔ میرے نزدیک انسانوں کی دماغی وقلبی تربیت کے لیے نہایت ضروری ہے کہ ان کے عقیدے کی رُو سے زندگی کا جو نمونہ بہترین ہوا وہ ہر وقت ان کے سامنے رہے۔ چنانچہ مسلمانوں کے لیے اسی وجہ سے ضروری ہے کہ وہ اُسوۂ رسول ﷺ کو مدِ نظر رکھیں تاکہ جذبۂ تقلید اور جذبۂ عمل قائم رہے۔ ان جذبات کو

قائم رکھنے کے تین طریقے ہیں:

❁ پہلا طریق تو درود و صلوٰۃ ہے جو مسلمانوں کی زندگی کا جزو لاینفک ہو چکا ہے۔ وہ ہر وقت درود پڑھنے کے مواقع نکالتے ہیں۔ عرب کے متعلق میں نے سنا کہ اگر کہیں بازار میں دو آدمی لڑ پڑتے ہیں اور تیسرا بہ آوازِ بلند اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَبَارِکْ وَسَلِّمْ پڑھ دیتا ہے تو لڑائی فوراً رک جاتی ہے اور فریقین ایک دوسرے پر ہاتھ اٹھانے سے فوراً باز آ جاتے ہیں۔ یہ درود کا اثر ہے اور لازم ہے کہ جس پر درود پڑھا جائے اس کی یاد قلوب کے اندر اپنا اثر پیدا کرے۔

❁ پہلا طریق انفرادی دوسرا اجتماعی ہے۔ یعنی مسلمان کثیر تعداد میں جمع ہوں اور ایک شخص جو حضور آقائے دو جہاں ﷺ کے سوانح حیات سے پوری طرح باخبر ہو آپ ﷺ کی سوانح زندگی بیان کرے تاکہ ان کی تقلید کا ذوق و شوق مسلمانوں کے قلوب میں پیدا ہو۔ اس طریق پر عمل پیرا ہونے کے لیے آج ہم سب یہاں جمع ہوئے ہیں۔

❁ تیسرا طریق اگرچہ مشکل ہے لیکن بہر حال اس کا بیان کرنا نہایت ضروری ہے۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ یادِ رسول ﷺ اس کثرت سے اور ایسے انداز میں کی جائے کہ انسان کا قلب نبوت کے مختلف پہلوؤں کا خود مظہر ہو جائے یعنی آج سے تیرہ سو سال پہلے جو کیفیت حضور سرورِ عالم ﷺ کے وجودِ مقدس سے ظاہر تھی، وہ آج بھی تمہارے قلوب کے اندر پیدا ہو جائے۔ (آثارِ اقبال۔ غلام دستگیر رشید)

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
(1863-1943ء)

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نامور عالمِ دیوبند تھے۔ آپ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت تھے۔ مجالسِ موالید پر خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

❁ ''میرا کئی سال تک یہ معمول رہا کہ یہ جو مبارک زمانہ ہے جس کا نام ربیع الاول کا مہینہ ہے، جس کی فضیلت کو ایک عاشق ملا علی قاری نے اس عنوان سے ظاہر کیا ہے:

لھذا الشھر فی الإسلام فضل — منقبتہ تفوق علی الشھور

ربیع فی ربیع فی ربیع — ونور فوق نور فوق نور

ترجمہ: اسلام میں اس ماہ کی بڑی فضیلت ہے اور تمام مہینوں پر اس کی تعریف کو فضیلت ہے۔ بہار اندر بہار اندر بہار ہے اور نور بالائے نور بالائے نور ہے۔

''تو جب یہ مبارک مہینہ آتا تھا تو میں حضور ﷺ کے وہ فضائل جن کا خاص تعلق ولادتِ شریفہ سے ہوتا تھا، مختصر طور پر بیان کرتا تھا مگر اِلتزام کے طور پر نہیں کیونکہ التزام میں تو علماء کو کلام ہے۔ بلکہ بدوں التزام کے دو وجہ سے:

ایک یہ کہ حضور ﷺ کا ذکر فی نفسہٖ طاعت و موجب برکت ہے۔

دوسرے اس وجہ سے کہ لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ ہم لوگ جو مجالسِ موالید کی ممانعت کرتے ہیں تو وہ ممانعت نفسِ ذکر کی وجہ سے نہیں۔ نفسِ ذکر کو تو ہم لوگ طاعت سمجھتے ہیں بلکہ محض منکرات و مفاسد کے انضمام کی وجہ سے منع کیا جاتا ہے ورنہ نفسِ ذکر کا تو ہم خود قصد کرتے ہیں۔

''یہ تو ظاہری وجوہ تھیں۔ بڑی بات یہ تھی کہ اس ربیع الاوّل زمانہ میں اور دنوں سے زیادہ حضور ﷺ کے ذکر کو جی چاہا کرتا ہے اور یہ ایک امرِ طبعی ہے کہ جس زمانہ میں کوئی امر واقع ہوا ہو اس کے آنے سے دل میں اس واقعہ کی طرف خود بخود خیال ہوا جاتا ہے اور خیال کو یہ حرکت ہونا جب امر طبعی ہے تو زبان سے ذکر ہو جانا کیا مضائقہ ہے۔ یہ تو ایک طبعی بات ہے۔''

اِسی خطاب میں آگے ایک جگہ فرماتے ہیں:

''تو میرا جو معمول تھا کہ اس ماہِ مبارک میں حضور ﷺ کے فضائل بیان کیا کرتا تھا' وہ دوام کے حد میں تھا' التزام کے طور پر نہ تھا۔ چنانچہ چند سال تک تو میں نے کئی وعظوں میں فضائلِ نبوی ﷺ کا ذکر کیا جن کے نام سب مقفّٰی ہیں: النور' الظھور' السرور' الشذور' الحبور۔ وہاں ایک ذکرِ رسول ﷺ جو کہ اسی سلسلہ میں ہے مقفّٰی نہیں۔ پھر کئی سال سے اس کا اتفاق نہیں ہوا کچھ اسبابِ طبعیہ ایسے مانع ہوئے جن سے یہ معمول ناغہ ہو گیا۔ نیز ایک وجہ یہ بھی تھی کہ لوگ

اس معمول سے التزام کا خیال نہ کریں جو کہ خلافِ واقعہ ہے کیونکہ میرے اس معمول کی بڑی وجہ صرف یہ تھی ان ایام میں حضور ﷺ کے فضائل اور دنوں سے زیادہ یاد آتے تھے نہ کہ اس میں شرعی ضرورت کا اعتقاد یا عمل تھا۔''

فضل اور رحمت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اس مقام پر ہر چند کہ آیت کے سیاق پر نظر کرنے کے اعتبار سے قرآن مجید مراد ہے لیکن اگر ایسے معنی عام لیے جائیں کہ قرآن مجید بھی اس کا ایک فرد رہے تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ وہ یہ کہ فضل اور رحمت سے مراد حضور ﷺ کے قدوم مبارک لیے جائیں۔ اس تفسیر کے موافق جتنی نعمتیں اور رحمتیں ہیں خواہ وہ دینی ہوں یا دنیوی اور ان میں قرآن بھی ہے' سب اس میں داخل ہو جائیں گی۔ اس لیے کہ حضور ﷺ کا وجود باجود اصل ہے تمام نعمتوں کی اور مادہ ہے تمام رحمتوں اور فضل کا۔ پس یہ تفسیر اَجمع التفاسیر ہو جائے گی۔ پس اس تفسیر کی بنا پر اس آیت کا حاصل یہ ہوگا کہ ہم کو حق تعالیٰ ارشاد فرما رہے ہیں کہ حضور ﷺ کے وجود باجود پر خواہ وجودِ نوری ہو یا ولادتِ ظاہری' اس پر خوش ہونا چاہیے۔ اس لیے کہ حضور ﷺ ہمارے لیے تمام نعمتوں کے واسطہ ہیں۔ (دوسری عام نعمتوں کے علاوہ) افضل نعمت اور سب سے بڑی دولت ایمان ہے' جس کا حضور ﷺ سے ہم کو پہنچنا بالکل ظاہر ہے۔ غرض اصل الاصول تمام مواد فضل و رحمت کی حضور ﷺ کی ذات بابرکات ہوئی۔ پس ایسی ذاتِ بابرکات کے وجود پر جس قدر بھی خوشی اور فرح ہو کم ہے۔'' (خطباتِ میلاد النبی ﷺ از مولانا اشرف علی تھانویؒ)

مولانا اشرف علی تھانوی کے مندرجہ بالا اقتباسات سے واضح ہو جاتا ہے کہ اُن کا عقیدہ ہرگز مجالسِ میلاد کے قیام کے خلاف نہیں تھا۔ وہ صرف اِس کے لیے وقت معین کرنے کے حامی نہیں تھے۔ بہر حال میلاد شریف منانا اُن کے نزدیک جائز اور مستحب امر تھا۔

مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ (1922ء)

مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں:

جب ابولہب جیسے بدبخت کافر کے لیے میلادالنبی ﷺ کی خوشی کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہوگئی تو جو کوئی اُمتی آپ ﷺ کی ولادت کی خوشی کرے اور حسبِ وسعت آپ ﷺ کی محبت میں خرچ کرے تو کیونکر اعلیٰ مراتب حاصل نہ کرے گا۔ (احسن الفتاویٰ)

علمائے دیوبند کا متفقہ فیصلہ

حرمین شریفین کے علمائے کرام نے علمائے دیوبند سے اختلافی و اعتقادی نوعیت کے چھبیس (26) مختلف سوالات پوچھے تو 1325ھ میں مولانا خلیل احمد سہارن پوری (1269-1346ھ) نے ان سوالات کا تحریری جواب دیا، جو ''المهند على المفند'' نامی کتاب کی شکل میں شائع ہوا۔ ان جوابات کی تصدیق چوبیس (24) نامور علمائے دیوبند نے اپنے قلم سے کی، جن میں مولانا محمود الحسن (م 1339ھ) مولانا احمد حسن امروہوی (م 1330ھ)، مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند مفتی عزیز الرحمٰن (م 1347ھ)، مولانا اشرف علی تھانوی (م 1362ھ) اور مولانا عاشق الٰہی میرٹھی بھی شامل ہیں۔ ان چوبیس (24) علماء نے صراحت کی ہے کہ جو کچھ ''المهند على المفند'' میں تحریر کیا گیا ہے وہی ان کا اور ان کے مشائخ کا عقیدہ ہے۔

کتاب مذکورہ میں اکیسواں سوال میلاد شریف منانے کے متعلق ہے۔ اس کی عبارت ہے:

أتقولون أن ذكر ولادته ﷺ مستقبح شرعًا من البدعات السيئة المحرمة أم غير ذلك؟

''کیا تم اس کے قائل ہو کہ حضور ﷺ کی ولادت کا ذکر شرعاً قبیح سیئہ، حرام (معاذ اللہ) ہے یا اور کچھ؟''

علمائے دیوبند نے اس کا متفقہ جواب یوں دیا:

حاشا أن يقول أحد من المسلمين فضلاً أن نقول نحن أن ذكر ولادته الشريفة علية الصلاة والسلام، بل و ذكر غبار نعاله وبول حماره ﷺ مستقبح من البدعات

السیئة المحرمة. فالأحوال التی لها أدنی تعلق برسول الله ﷺ ذکرها من أحب المندوبات وأعلی المستحبات عندنا سواء، کان ذکر ولادته الشریفة أو ذکر بوله و برازه و قیامه وقعوده و نومه و نبهته، کما هو مصرح فی رسالتنا المسماة بالبراهین القاطعة فی مواضع شتی منها۔

ترجمہ: حاشا کہ ہم تو کیا کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ آپ ﷺ کی ولادتِ شریفہ کا ذکر بلکہ آپ ﷺ کے نعلین اور آپ ﷺ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کے تذکرہ کو بھی قبیح و بدعتِ سئیہ یا حرام کہے۔ وہ جملہ حالات جنہیں رسول اکرم ﷺ سے ذرا سی بھی نسبت ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے، خواہ ذکرِ ولادت شریف کا ہو یا آپ ﷺ کے بول و براز، نشست و برخاست اور بے داری و خواب کا تذکرہ ہو۔ جیسا کہ ہمارے رسالہ ''براہین قاطعہ'' میں متعدد جگہ بالصراحت مذکور ہے۔''

مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

میلاد خوانی بشرطیکہ صحیح روایات کے ساتھ ہو اور بارہویں شریف میں جلوس نکالنا بشرطیکہ اس میں کسی فعلِ ممنوع کا ارتکاب نہ ہو یہ دونوں جائز ہیں ان کو ناجائز کہنے کے لئے دلیلِ شرعی ہونی چاہیے۔ مانعین کے پاس اسکی ممانعت کی کیا دلیل ہے؟ یہ کہنا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہ کبھی اس طور سے میلاد خوانی کی نہ جلوس نکالا، ممانعت کی دلیل نہیں بن سکتی کہ کسی جائز امر کو کسی کا نہ کرنا اس کو ناجائز نہیں کرسکتا۔ (فتاویٰ مظہری: ۴۳۶،۴۳۵)

شیخ محمد بن علوی المالکی المکی رحمۃ اللہ علیہ

بیشک میلادِ النبی ﷺ کی محفل حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی و مسرت سے عبارت ہے اور اس اظہارِ خوشی پر تو کافر نے بھی فائدہ اٹھایا ہے۔ صحیح بخاری میں مذکور ہے کہ

سوموار کے روز اس لئے ابولہب کے عذاب میں تخفیف کردی جاتی ہے کہ اس نے اپنی لونڈی ثوبیہ کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت کی خوشخبری دینے کی بناپر (اظہارِ مسرت کی وجہ سے) آزاد کر دیا تھا۔

سلطان الفقر
حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ

میرے مرشد پاک سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ (1947-2003ء) ہر سال باقاعدگی سے دو مرتبہ میلادِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظیم الشان محافل منعقد کیا کرتے تھے۔ پہلی 12-13 اپریل اور دوسری ستمبر کے پہلے ہفتہ میں۔ ان میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کی طرف سے وسیع اور عالیشان لنگر (طعام) کا اہتمام کیا جاتا جو ہر خاص اور ادنیٰ کے لیے عام ہوتا۔ اس کے علاوہ آپ رحمتہ اللہ علیہ سارا سال جہاں بھی جاتے اور بیٹھتے وہیں محفلِ میلاد شروع ہو جاتی۔ ان محافل میں حمد ونعت، منقبت پڑھی اور شانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیان کی جاتی۔ محافلِ میلاد کے علاوہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے کبھی بھی کسی دوسرے موضوع پر محفل منعقد نہیں کی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ہماری خواہش ہے کہ ساری زندگی اپنے آقا و مولا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف ونعت سنتے رہیں اور یہی ہماری زندگی ہے۔ عشقِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بغیر زندگی فضول ہے۔ آپؒ نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا کہ بھائی نجیب! یہ جو ہم زمین پر چل پھر رہے ہیں اور اتنے لوگ ہماری پیروی کر رہے ہیں ہمارا احترام اور عزت کرتے ہیں، ہمارے ہاتھوں کو بوسہ دیتے اور بعض تو احترام میں پاؤں تک کو بوسہ دینے لگتے ہیں یہ صرف اور صرف میرے آقا و مولا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم اور ان کی غلامی کی وجہ سے ہے ورنہ ہماری کیا حیثیت ہے؟ مجھے نصیحت فرمائی! کہ تم بھی گفتار میں، تحریر میں، تقریر میں جو بھی اللہ تعالیٰ ہنر عطا فرمائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام، اُن کے اہلِ بیتؓ اور صحابہ کرامؓ اور دینِ حق کو ہی عام کرنے کی کوشش کرنا پھر دیکھنا اللہ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدد تمہارے شاملِ حال ہوگی۔

عالمِ اسلام میں خلافتِ عثمانیہ تک جشنِ ولادتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑی عقیدت اور شان و شوکت سے منایا جاتا رہا ہے۔ اس کے بعد جو آئے اُن کے نزدیک تو ہر عمل جو اُن کو پسند نہ ہو شرک ہے۔ خلافتِ عثمانیہ تک عالمِ اسلام میں منائی جانے والی عید میلاد النبی کی تقریبات کا حال مختصراً بیان کر رہے ہیں۔

1۔ قَالَ السخاوی: و اما اهل مكة معدن الخير والبركة فيتوجهون الى المكان المتواتر بين الناس انه محل مولده و هو فى "سوق الليل" رجاء بلوغ كل منهم بذالك المقصد و يزيد اهتمامهم به على يوم العيد حتى قل ان يتخلف عنه احد من صالح و طالح، و مقل و سعيد سيما "الشريف صاحب الحجاز" بدون توار و حجاز قلت: الان سيماء الشريف لاتيان ذالك المكان ولا فى ذالك الزمان، قال: وجود قاضيها و عالمها البرهانى الشافعى اطعام غالب الواردين و كثير من الاطنين المشاهدين فاخر الاطعمة والحلوى، و يمد للجمهور فى منزله صبيحتها سماطاً جامعًا رجاء لكشف البلوى، و تبعه ولده الجمالى فى ذالك للقاطن والسالك، قلت : اما الان فما بقى من تلك الاطعمة الا الدخان، ولا يظهر مما ذكر الا بريح الريحان فالحال كما قال

اما الخیام فانھا کخیامھم

واری نساء الحی غیر نسائھم

امام سخاویؒ فرماتے ہیں کہ اہل مکہ خیر و برکت کی کان ہیں۔ وہ اس مشہور مقام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جائے ولادت ہے۔ یہ سوق اللیل میں واقع ہے (متوجہ اس لیے ہوتے ہیں) تاکہ ان میں سے ہر کوئی اپنے مقصد کو پالے گا یہ لوگ عید (میلاد) کے دن اس اہتمام میں مزید اضافہ کرتے ہیں یہاں تک کہ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی نیک یا بد، سعید یا شقی اس اہتمام سے پیچھے رہ جائے۔ خصوصاً امیر حجاز (شریفِ مکہ) بخوشی شرکت کرتے ہیں اور امیر حجاز (شریفِ مکہ) کی آمد پر اس جگہ ایک مخصوص نشان بنایا جاتا ہے' پہلے زمانہ میں نہ تھا اور مکہ کے قاضی اور عالم ''البرھانی الشافعی'' نے بے شمار زائرین، خدام اور حاضرین کو کھانا اور مٹھائیاں کھلانے کو پسندیدہ قرار دیا ہے اور وہ (امیر حجاز) اپنے گھر میں عوام کے لیے وسیع و عریض دسترخوان بچھاتا ہے، یہ امید کرتے ہوئے کہ آزمائش اور مصیبت ٹل جائے اور اس کے بیٹے ''الجمالی'' نے بھی خدام اور مسافروں کے حق میں اپنے والد کی اتباع کی ہے۔ میں کہتا ہوں ۔۔۔۔اب ان کھانوں میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہی سوائے دھویں کے اور نہ ہی مذکورہ بالا اشیاء میں سے پھولوں کی خوشبو کے سوا کچھ رہا۔ اب تو حال شاعر کے اس شعر کے مطابق ہے:

(خیمے تو ان کے خیموں کی طرح ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اس قبیلے کی عورتیں ان عورتوں سے بہت مختلف ہیں)۔ (ملا علی قاری، المورد الروی فی مولد النبی:15)

2۔ صدیوں سے اہلِ مکہ جشنِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مناتے رہے ہیں۔ اس کی تفصیل یوں ہے۔

یزار مولد النبی المکانی فی اللیلۃ الثانیۃ عشر من ربیع الاول فی کل عام فیجتمع الفقھاء والاعیان علی نظام المسجد الحرام و القضاۃ الاربعۃ بمکۃ المشرفۃ بعد صلاۃ المغرب بالشموع الکثیرۃ والمفروعات والفوانیس والمشاغل و جمیع المشائخ مع

طوائفهم بالاعلام الكثيرة و يخرجون من المسجد الى سوق الليل و يمشون فيه الى محل مولد الشريف بازدحام و يخطب فيه شخص و يدعو للسلطنة الشريفة ثم يعودون الى المسجد الحرام و يجلسون صفوفاً في وسط المسجد من لجهة الباب الشريف والقضاة يدعو للسلطان و يلبسه الناظر خلعة و يلبس شيخ الفراشين خلعة ثم يؤذن للعشاء و يصل الناس على عادتهم ثم يمشي الفقهاء مع ناظر الحرم الى الباب الذى يخرج منه من المسجد ثم يتفرقون، و هذا من اعظم مراكب ناظر الحرم الشريف بمكة المشرفة و ياتى الناس من البدو والحضرو اهل جدة و سكان الاودية فى تلك الليلة و يفرحون بها (قطب الدین، الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام۔۱۹۶)

۱۲ربیع الاوّل کی رات ہر سال باقاعدہ مسجدِ حرام میں اجتماع کا اعلان ہوجاتا ہے۔تمام علاقوں کے علماء، فقہاء، گورنر اور چاروں مذاہب کے قاضی مغرب کی نماز کے بعد مسجدِ حرام میں اکٹھے ہوجاتے ہیں اور ادائیگی نماز کے بعد سوق اللیل سے گذرتے ہوئے مولد النبی ﷺ (وہ مکان جس میں آپ ﷺ کی ولادت ہوئی) کی زیارت کیلئے جاتے ہیں ان کے ہاتھوں میں کثیر تعداد میں فانوس اور مشعلیں ہوتی ہیں (یہ مشعل بردار جلوس ہوتا ہے) وہاں لوگوں کا کثیر اجتماع ہوتا ہے کہ جگہ نہیں ملتی۔ پھر عالم دین وہاں خطاب کرتے ہیں تمام مسلمانوں کے لئے دعا ہوتی ہے اور تمام لوگ پھر دوبارہ مسجدِ حرام میں آجاتے ہیں واپسی پر بادشاہِ وقت مسجدِ حرام میں ایسی محفل کے انتظام کرنے والوں کی دستار بندی کرتا ہے پھر عشاء کی اذان اور جماعت ہوتی ہے اس کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔ یہ اتنا بڑا اجتماع ہوتا کہ دور دراز دیہاتوں، شہروں حتی کہ جدہ کے لوگ بھی اس محفل میں شریک ہوتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔

3۔ الجامع اللطیف میں مکہ مکرمہ میں جشنِ میلاد کے حوالے سے لکھا ہے۔

جرت العادة بمكة ليلة الثانى عشر من ربيع الاول كل عام ان قاضى مكه الشافعى

يتهياء لزيارة هذا المحل الشريف بعد صلاة المغرب فى جمع منهم الثلاثلة القضاة و اكثر الاعيان من الفقهاء والفضلاء و ذوى البيوت بفوانيس كثيرة و شموع عظيمة و ازدحام عظيم و يدعى فيه للسلطان ولامير مكة و للقاضى الشافعى بعد تقدم خطبة مناسبة للمقام ثم يعود منه الى المسجد الحرام قبيل العشاء و يجلس خلف مقام الخليل عليه السلام بازاء قبة الفراشين و يدعو الداعى لمن ذكر انفاً بحضور القضاة و اكثر الفقهاء ثم يصلون العشاء و ينصرفون ولم اقف على اول من سن ذالك سألت مؤرخي العصر فلم أجد عندهم علما بذالك (الجامع اللطيف فى فضل مكه واهلها و بناء البيت الشريف:۲۰۱)

ہر سال مکہ شریف میں 12 ربیع الاوّل کی رات کو اہلِ مکہ کا یہ معمول ہے کہ قاضی مکہ جو کہ شافعی ہیں مغرب کی نماز کے بعد لوگوں کے ایک جم غفیر کے ساتھ مولد شریف کی زیارت کے لیے جاتے ہیں۔ ان لوگوں میں تینوں مذاہب فقہ کے آئمہ، اکثر فقہاء، فضلاء اور اہلِ شہر ہوتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں فانوس اور بڑی بڑی شمعیں ہوتی ہیں وہاں جا کر مولد شریف کے موضوع پر خطبہ ہوتا ہے اور پھر بادشاہِ وقت، امیرِ مکہ اور قاضی شافعی (منتظم ہونے کی وجہ سے) کے لیے دعا کی جاتی ہے اور یہ اجتماع عشاء تک جاری رہتا ہے اور عشاء سے تھوڑا پہلے مسجدِ حرام میں آجاتے ہیں مقامِ ابراہیم علیہ السلام پر اکٹھے ہو کر دوبارہ دعا کرتے ہیں۔ اس میں بھی تمام قاضی اور فقہاء شریک ہوتے ہیں پھر عشاء کی نماز ادا کی جاتی ہے اور پھر الوداع ہو جاتے ہیں۔ (مصنف فرماتے ہیں) مجھے علم نہیں کہ یہ سلسلہ کس نے شروع کیا تھا اور بہت سے ہم عصر مؤرخین سے پوچھنے کے باوجود اس کا علم نہیں ہو سکا۔

4۔ روزِ پیدائشِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مکہ میں بڑی خوشی منائی جاتی ہے۔ اس کو ''عید یومِ ولادت رسول اللہ'' کہتے ہیں۔ اس روز جلیبیاں بکثرت بکتی ہیں۔ حرم شریف میں حنفی مصلے کے پیچھے مکلّف فرش بچھایا جاتا ہے۔ شریف اور کمانڈر حجاز مع سٹاف کے لباس فاخرہ زرق

برق پہنے ہوئے، آکر موجود ہوتے ہیں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جائے ولادت پر جا کر تھوڑی دیر نعت شریف پڑھ کر واپس آتے ہیں۔ حرم شریف سے مولد النبی تک دو رویہ لالٹینوں کی قطاریں روشن کی جاتی ہیں اور راستے میں جو مکانات اور دکانیں واقع ہیں ان پر روشنی کی جاتی ہے۔ جائے ولادت اس روز بقعہ نور بنی ہوتی ہے۔ جاتے وقت اس کے آگے مولود خوان نہایت خوش الحانی سے نعت شریف پڑھتے چلے جاتے ہیں۔ ۱۱ ربیع الاوّل بعد نمازِ عشاء حرم محترم میں محفلِ میلاد منعقد ہوتی ہے۔ ۲ بجے شب تک نعت، مولد اور ختم شریف پڑھتے ہیں اور رات مولد النبی مقامِ ولادتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر مختلف جماعتیں جا کر نعت خوانی کرتی ہیں۔

۱۱ ربیع الاوّل کی مغرب سے ۱۲ ربیع الاوّل کی عصر تک ہر نماز کے وقت ۲۱ توپیں سلامی کے قلعہ جیاد سے ترکی توپ خانہ سر کرتا ہے۔ ان دنوں میں اہلِ مکہ بہت جشن کرتے، نعت پڑھتے اور کثرت سے مجالسِ میلاد منعقد کرتے ہیں۔ (ماہنامہ ''طریقت'' لاہور)

5۔ ۱۱ ربیع الاوّل کو مکہ مکرمہ کے در و دیوار عین اس وقت توپوں کی صدائے بازگشت سے گونج اُٹھے جب حرم شریف کے موذن نے نمازِ عصر کے لیے اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ سب لوگ آپس میں ایک دوسرے کو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر مبارک باد دینے لگے۔ مغرب کی نماز ایک بڑے مجمع کے ساتھ شریف حسین (امیرِ مکہ) نے حنفی مصلے پر ادا کی۔ نماز سے فراغت پانے کے بعد سب سے پہلے قاضی القضاۃ نے حسبِ دستور شریفِ مکہ کو عید میلاد کی مبارک باد دی۔ پھر تمام وزراء اور ارکانِ سلطنت ایک عام مجمع کے ساتھ جس میں دیگر اعیانِ شہر بھی شامل تھے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقامِ ولادت کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ شاندار مجمع نہایت انتظام واحتشام کے ساتھ مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف روانہ ہوا۔ قصرِ سلطنت سے مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک راستے میں دو رویہ اعلیٰ درجے کی روشنی کا انتظام تھا اور خاص کر مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو اپنی رنگ برنگ روشنی سے رشکِ جنت بنا ہوا تھا۔

زائرین کا یہ مجمع وہاں پہنچ کر مودب کھڑا ہو گیا اور ایک شخص نے نہایت موثر طریقے سے سیرتِ احمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کی جس کو تمام حاضرین نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ سنتے رہے اور ایک عالمِ سکوت تھا جو تمام محفل پر طاری تھا۔ ایسے متبرک مقام کی بزرگی کسی کو حرکت کی اجازت نہیں دیتی تھی اور اس یومِ سعید کی خوشی ہر شخص کو بے حال کیے ہوئے تھی۔ اس کے بعد شیخ فواد نائب وزیر خارجہ نے ایک برجستہ تقریر کی جس میں عالمِ انسانی کے اس انقلابِ عظیم پر روشنی ڈالی کہ جس کا سبب وہ خلاصۃ الوجود ذات تھی۔۔۔ آخر میں ایک مقرر نے ایک نعتیہ قصیدہ پڑھا جس کو سن کر سامعین بہت محظوظ ہوئے۔ اس سے فارغ ہو کر سبھوں نے مقامِ ولادت کی ایک ایک کر کے زیارت کی پھر واپس ہو کر حرم شریف میں نمازِ عشاء ادا کی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد سب حرم شریف کے ایک دالان میں مقررہ سالانہ میلاد سننے کے لیے جمع ہو گئے یہاں بھی مقرر نے نہایت خوش اسلوبی سے اخلاق واوصافِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کیے۔

عید میلاد کی خوشی میں تمام کچہریاں، دفاتر اور مدارس بھی 12 ربیع الاول کو ایک دن کے لیے بند کر دیئے گئے اور اس طرح یہ خوشی اور سرور کا دن ختم ہو گیا۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ اسی سرور اور مسرت کے ساتھ پھر یہ دن دکھائے۔ (ماخوذ از اخبار ''القبلہ'' مکہ مکرمہ، ماہنامہ طریقت لاہور)

مندرجہ بالا عبارات ہمیں ماضی قریب کی یاددہانی کراتے ہیں جب مکہ مکرمہ میں جشنِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری عقیدت واحترام سے منایا جاتا تھا اور اتنا اہتمام کیا جاتا تھا جس کا تذکرہ کتب ورسائل میں محفوظ ہے لیکن یہی امت آج اس مقدس دن کے موقع پر جواز اور عدم جواز کی بحث میں پڑی ہوئی ہے۔ افسوس صد افسوس!!!!!

مدینہ منورہ میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ولأهل المدينة۔۔۔ کثرهم الله تعالى به احتفال و على فعله اقبال و كان للملك

المظفر صاحب "اربك" بذالك فيها اتم العناية و اهتماما بشانه جاوز الغاية فاثنى عليه به العلامة ابو شامة أحد شيوخ النووى السابق فى الاستقامة فى كتابة الباعث على البدع والحوادث و قال مثل هذا الحسن: يندب اليه و يشكر فاعله و يثنى عليه زاد ابن الجزرى: ولو لم يكن فى ذالك الا ارغام الشيطان و سرور اهل الإيمان قال يعنى الجزرى : و اذا كان أهل الصليب اتخذوا ليله مولد نبيهم عيداً أكبر فأهل الاسلام أولى بالتكريم و أجدر (مُلّا علی قاری، المورد الروی فی مولد النبی: ۱۵، ۱۶)

اہلِ مدینہ (اللہ ان کو کثیر کرے) بھی اس طرح محافل منعقد کرتے ہیں اور اس طرح کے امور بجا لاتے ہیں اور بادشاہ مظفر شاہ اربکؒ اس معاملے میں بہت زیادہ توجہ دینے والا اور حد سے زیادہ اہتمام کرنے والا تھا۔ علامہ ابو شامہؒ (جو امام نووی کے شیوخ میں سے ہیں اور صاحبِ استطاعت بزرگ ہیں) اپنی کتاب "الباعث علی البدع والحوادث" میں اس اہتمام پر اس (بادشاہ) کی تعریف کرتے ہیں اور فرماتے ہیں "اس طرح کے اچھے امور اس (بادشاہ) کو پسند تھے اور وہ ایسے افعال کرنے والوں کی حوصلہ افزائی اور تعریف کرتا تھا۔ امام جزری اس پر اضافہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ گو ان امور کی بجا آوری سے صرف شیطان کی تذلیل اور اہلِ ایمان کی شادمانی و مسرت ہی مقصود ہو۔ آگے مزید فرماتے ہیں کہ جب عیسائی اپنے نبی کی شبِ ولادت کو بہت بڑے جشن کے طور پر مناتے ہیں تو اہلِ اسلام حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم و تکریم کے زیادہ حقدار ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے یومِ ولادت پر بے پناہ خوشی و مسرت کا اظہار کریں۔

مصر اور شام میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فاكثرهم بذالك عناية اهل مصر والشام، ولسلطان مصر فى تلك الليلة من العام اعظم مقام، قال: ولقد حضرت فى سنة خمس و ثمانين و سبعمائة ليلة المولد عند

الملك الظاهر برقوق رحمته الله۔۔۔ بقلعه الجبل العليه، قرايت ما هالنی و سرنی وما سأء نی و حررت ما انفق فی تلك الليلة علی القراء و الحاضرين من الوعاظ والمنشدين و غيرهم من الاتباع والغلمان والخدام المترددين بنحو عشرة الاف مثقال من الذهب ما بين خلع و مطعوم و مشروب و مشموم و شموع و غيرها ما يستقيم به الضلوع، و عددت فی ذالك خمساً و عشرين من القراء الصيتين المرجو كونهم مثبتين، ولا نزل واحد منهم الا بنحو عشرين خلعة من السلطان ومن الامراء الاعيان قال السخاوی: قلت و لم يزل ملوك مصر خدام الحرمين الشريفين ممن وفقهم الله لهدم كثير من المناكير والشين و نظروا فی امر الرعية كالوالد لولده، وشهروا انفسهم بالعدل، فاسعفهم الله بجنده و مدده۔ (مُلّا علی القاری، المورد الروی فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

محافلِ میلاد کے اہتمام میں اہلِ مصر اور اہلِ شام سب سے آگے ہیں اور سلطانِ مصر ولادت باسعادت کی رات ہر سال محفلِ میلاد منعقد کرنے میں بلند مقام رکھتا ہے۔ فرمایا کہ میں ۷۸۵ھ میں سلطان ظاہر برقوقؒ کے پاس میلاد کی رات الجبل العلیہ کے قلعہ میں حاضر ہوا۔ وہاں وہ کچھ دیکھا جس نے مجھے ہلا کر رکھ دیا اور بہت زیادہ خوش کیا اور کوئی چیز مجھے بری نہ لگی۔ میں ساتھ ساتھ لکھتا گیا جو بادشاہ نے اس رات قراء اور موجود واعظین، نعت خواں (شعراء) اور ان کے علاوہ کئی اور لوگوں، بچوں اور مصروف خدام کو تقریباً دس ہزار مثقال سونا، خلعتیں، انواع واقسام کے کھانے، مشروبات، خوشبوئیں، شمعیں اور دیگر چیزیں دیں جن کے باعث وہ اپنی معاشی حالت درست کر سکتے تھے۔ اس وقت میں نے ایسے ۲۵ خوش الحان قراء شمار کیے جو اپنی مسحور کن آواز سے سب پر فائق رہے اور ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جو سلطان اور اعیانِ سلطنت سے ۲۰ کے قریب خلعتیں لیے بغیر سٹیج سے اترا ہو۔ امام سخاوی کہتے ہیں کہ میرا موقف یہ ہے کہ مصر کے سلاطین جو حرمین شریفین کے خدام رہے ہیں ان لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اکثر برائیاں اور عیوب ختم

کرنے کی توفیق عطا کر رکھی تھی اور انہوں نے رعیت کے بارے میں ایسا ہی سلوک کیا جیسا والد اپنے بیٹے سے کرتا ہے اور انہوں نے قیامِ عدل کے ذریعے شہرت حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ اس معاملہ میں انہیں اپنی غیبی مدد سے نوازے۔

سپین میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

و اما ملوك الاندلس والغرب فلهم فيه ليلة تسير بها الركبان يجتمع فيها ائمة العلماء الاعلام فمن يليهم من كل مكان و علوا بين اهل الكفر كلمة الايمان، واظن اهل الروم لا يتخلفون عن ذالك اقتفاء بغيرهم من الملوك فيما هنالك. (مُلّا علی القاری، المورد الروی فی مولد النبی:۱۴)

سلاطینِ اندلس اور شاہانِ بلادِ مغرب (یومِ ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر) رات کے وقت قافلے کی صورت نکلتے جس میں بڑے بڑے آئمہ وعلماء شامل ہوتے، راستے میں جگہ جگہ سے لوگ ان کے ساتھ ملتے چلے جاتے اور یہ سب اہلِ کفر کے سامنے کلمہ حق بلند کرتے۔ میرا گمان غالب ہے کہ اہلِ روم بھی ان سے کسی طرح پیچھے نہیں تھے اور وہ بھی دوسرے بادشاہوں کی طرح محافلِ میلاد منعقد کرتے تھے۔

برصغیر پاک و ہند میں جشنِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الاحتفال في بلاد الهند: وبلاد الهند تزيد على غيرها بكثير كما اعلمنيه بعض اولى النقد والتحرير و اما العجم فمن حيث دخل هذا الشهر المعظم والزمان المكرم لاهلها مجالس فخام من انواع الطعام للقراء الكرام و للفقراء من الخاص والعام، و قراء ات الختمات والتلاوات المتواليات والانشادات المتعاليات و أنواع السرور و

اصناف الحبور حتی بعض العجائز من غزلهن و نسجهن يجمعن ما يقمن بجمعه الاكابر والاعيان و بضيافتهن ما يقدرون عليه فی ذالك الزمان، و من تعظيم مشايخهم و علمائهم هذا المولد المعظم والمجلس المكرم انه لا يأباه أحد فی حضوره، رجاء إدارك نوره و سروره و قد وقع لشيخ مشايخنا مولانا زين الدين محمود الهمدانی النقشبندی قدس الله سره العلی انه اراد سلطان الزمان و خاقان الدوران همايون بادشاه تغمده الله و احسن مثواه ان يجتمع به و يحصل له المدد والمدد بسببه فأباه الشيخ، وامتنع أيضا أن يأتيه السلطان استغناء بفضل الرحمن فألح السلطان علی وزيره بيرم خان بأنه لابد من تدبير للاجتماع فی المكان ولو فی قليل من الزمان فسمع الوزير ان الشيخ لا يحضر فی دعوة من هناء و عزاء إلا فی مولد النبی عليه السلام تعظيما لذالك المقام، فأنهی إلی السلطان فامره بتهيئة أسبابه الملوكانية فی انواع الاطعمة والأشربة و ممايتمم به و يبخر فی المجالس العلمية، و نادی الاكابر والاهالی، و حضر الشيخ مع بعض الموالی فأخذ السلطان الابريق بيد الادب ومعاونة التوفيق والوزير أخذ الطست من تحت امره رجاء لطفه و نظره و غسلا يدا الشيخ المكرم و حصل لهما بركة تواضعهما ولرسوله صلی الله عليه وآلہٖ وسلم المقام المعظم والجاه المفخم۔ (مُلّا علی القاری، المورد الروی فی مولد النبی: ۱۴، ۱۵)

بلادِ ہند (ہندوستان) میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تقریبات، جیسا کہ بلند پایہ نقاد، علماء اور اہلِ قلم حضرات نے مجھے بتایا ہے، ہندوستان کے لوگ دوسرے ممالک کی نسبت بڑھ چڑھ کر ان مقدس اور بابرکت تقریبات کا انعقاد کرتے ہیں اور عجم میں جونہی اس ماہِ مقدس اور بابرکت زمانے کا آغاز ہوتا، لوگ عظیم الشان محافل کا اہتمام کرتے، جن میں قاری حضرات اور عوام و خواص میں فقراء منش لوگوں کے لیے انواع و اقسام کے کھانوں کا انتظام کیا جاتا۔ مولود شریف پڑھا جاتا اور مسلسل تلاوتِ قرآن کی جاتی، با آوازِ بلند نعتیہ ترانے (قصیدے) پڑھے جاتے اور فرحت و

خوشی کا متعدد طریقوں سے اظہار کیا جاتا حتیٰ کہ بعض عمر رسیدہ خواتین سوت کات اور بُن کر رقم جمع کرتیں جس سے اپنے دور کے اکابرین اور زعماء کی حسبِ استطاعت ضیافت کرتیں۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس بابرکت ومکرم مجلس کی تعظیم کا یہ عالم تھا کہ اس دور کے علماء ومشائخ میں سے کوئی بھی اس میں حاضر ہونے سے انکار نہ کرتا، یہ امید کرتے ہوئے کہ اس میں شریک ہو کر نور وسرور اور تسکینِ قلب حاصل کریں گے۔ ایک دفعہ شہنشاہ دوراں، سلطان زماں، شہنشاہ ہمایوں (اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرے اور اچھا ٹھکانہ دے) نے ارادہ کیا کہ وہ شیخ المشائخ زین الدین محمود ہمدانی نقشبندی قدس سرہٗ العزیز کے ہمراہ مجلس منعقد کرے اور ان کے لیے (مالی) مدد کا اہتمام کرے اور یہ مدد اس (بادشاہ) کے وسیلہ سے ہو۔ تو شیخ نے آنے سے انکار کر دیا حتیٰ کہ سلطان (شہنشاہ ہمایوں) کو اپنے پاس آنے سے بھی روک دیا کیونکہ وہ بفضلہٖ تعالیٰ اس سے مستغنی تھے۔ بادشاہ نے اپنے وزیر بیرم خان سے اصرار کیا کہ اجتماع کی لازماً کوئی تدبیر کی جائے اگرچہ وہ محدود وقت کے لیے ہی ہو۔ وزیر نے سنا کہ شیخ محفلِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علاوہ کسی بھی خوشی یا غمی کی محفل میں شریک نہیں ہوتے۔ پس اس (وزیر) نے بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ شاہانہ کھانے اور مشروبات تیار کیے جائیں اور ایک مجلسِ علمی کے انعقاد کے تمام اسباب بہم پہنچائے جائیں۔ تمام اکابرین اور کارکنانِ سلطنت کو مدعو کیا تو شیخ اپنے بعض مریدین کے ساتھ تشریف لائے۔ سلطان نے نہایت ادب سے لوٹا پکڑا اور وزیر نے شیخ کی طرف لطف وکرم کی نظر کی امید کرتے ہوئے اپنے ہاتھوں میں طشت اٹھائی۔ یوں دونوں نے شیخ کے ہاتھ دھلوائے۔ دونوں کو اللہ اور رسول کے حضور اپنی عاجزی وانکساری کی وجہ سے بڑا مقام ودرجہ حاصل ہوا۔

محدث علامہ ابن جوزی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب ''بیان المیلاد النبوی ﷺ'' میں فرماتے ہیں:

❁ لا زال أهل الحرمين الشريفين والمصر واليمن والشام وسائر بلاد العرب عن المشرق والمغرب يحتفلون بمجلس مولد النبي ﷺ ويفرحون بقدوم هلال شهر ربيع الاول ويهتمون اهتمامًا بليغًا على السماع والقراة لمولد النبي ﷺ وينالون

بذالك أجزاً جزيلاً وّفوزاً اعظيمًا o

ترجمہ: مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ، مصر، شام، یمن، الغرض مشرق تا غرب تمام بلادِ عرب کے باشندے ہمیشہ سے عید میلاد النبی ﷺ کی محفلیں منعقد کرتے آئے ہیں وہ ربیع الاوّل کا چاند دیکھتے تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہتی چنانچہ ذکرِ میلاد پڑھنے اور سننے کا اہتمام کرتے اور اس کے باعث بے پناہ اجرو کامیابی حاصل کرتے رہے ہیں۔

مندرجہ بالا حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جب عالمِ اسلام خلافت کی صورت میں متحد تھا تو خلافتِ عثمانیہ تک عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بڑی عقیدت واحترام اور شان وشوکت سے تمام عالمِ اسلام میں منائی جاتی رہی ہے اور جب عالمِ اسلام بکھر گیا تو امت بھی بکھر گئی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ امت کو پھر سے متحد فرمائے اور قومیت اور عصبیت کے گرداب سے نکال کر مسلم امت بنائے۔

خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی

اس کتاب میں کی گئی تمام بحث سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ محبوبِ خدا کی ولادت باسعادت کی خوشی منانا سب سے اعلیٰ عمل ہے اور یہ ہمارے اوپر واجب بھی ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں سے ہیں جن کی اُمت میں شامل ہونے کے لئے تمام انبیاء کرام اپنی نبوت چھوڑنے کو تیار تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں شامل ہونے کی دعا کرتے رہے۔ پھر کتنے افسوس، دکھ اور کرب کی بات ہے کہ ہم اپنی سالگرہ منائیں، اپنی بیوی کی سالگرہ منائیں، اپنی اولاد کی سالگرہ منائیں اور اپنی شادی کی سالگرہ منائیں، مذہبی اور سیاسی جماعتیں اپنے سالانہ اجتماع منعقد کر کے اپنے لیڈروں کی تعریفیں کریں۔ اپنی طاقت عوام کو دکھائیں جھنڈے لہرائیں، اپنی جماعت کا یومِ تاسیس منائیں، صد سالہ، پچاس سالہ قیام کا جشن منائیں، جلوس نکالیں، ہم اپنے ملک کی آزادی کا جشن منائیں، حکمران اپنی حکومتوں کی سالگرہ منائیں لیکن اعتراض ہو تو صرف میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منانے پر۔ تف ہے اس نظریہ کی پیروی کرنے والوں پر۔

ضد، انا اور تعصب چھوڑیئے، آئیں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت اس شان سے منائیں جس شان کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مالک ہیں، سجدۂ شکر بجالائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُمتی بنایا، درود و سلام پڑھیں، نعت خوانی کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ رسالت اور حقیقتِ محمدیہ ﷺ کو بیان کریں تاکہ شفاعت کے حقدار

ٹھہریں اور اس طرح سے نئی نسل بھی آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حقیقت سے آگاہی حاصل کر لے گی، عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے متصف ہو گی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت و عشق ہی وجہ شفاعت ہے کیونکہ!

نال شفاعت سرورِ عالمؐ چھُٹسی عالم سارا ھُو